1

مشہور و مقبول عام ڈرامہ

ستیہ وان ساوتری

از

لالہ کشن چند زیبا

مصنف

مسٹر ن کمار سیواجی - ویرا لکھنو

آزاد بک ڈپو

ہال بازار - امرتسر

ہر قسم کی کتب ملنے کا پتہ

آزاد بک ڈپو ہال بازار امرتسر

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

بار چہارم

دیباچہ

لاکھ ہو مفلس مگر پھر بھی غنی دنیا میں ہے
آج بھی سنتان دھن سے یہ دھنی دنیا میں ہے
رتن وہ پیدا کیئے بھارت نے اپنی کوکھ سے
آج بھی جن کی چمک سے روشنی دنیا میں ہے

اس کی کیرتی کے آکاش پر وہ روشن ستارے چمکے جنہوں نے سارے سنسار کی عزت پر چار چاند لگا دیئے۔ دنیا بھر میں ودیاؤں کی روشنی اسی پورن گیان کے چراغ سے نکلی تقلید کیلیے ادھیہ ہستیوں کی نظریں اسی پوترتا کی کان سے پیدا ہوئیں۔ شری رام اور شری کرشن اسی بھارت درش کی گود میں پلے۔ کرن اور ارجن نے اسی بھارت بھومی کا دودھ پی کر اپنی ویرتا اور یہ بھوتائی کا ڈنکہ بجایا۔ جہاں ایسے ایسے مہاپرشوں نے دہرم اور بہادری کے موتی بہائے۔ وہاں پتی برتا ناریوں نے اپنے ستی دہرم کے بل سے مہا پراکرمی یودھاؤں کے چھکے چھڑائے۔ جب تک زمین اور آسمان قائم ہیں۔ ان بہادروں۔ اور دہرم دان استریوں کے روشن نام مارگ کا دیپک بن کر چمکتے رہیں گے۔ اور زندگیوں کے گمراہ جہاز انہیں روشنی کے بلند میناروں کو دیکھ کر اپنا سیدھا راستہ تلاش کریگے۔

ستاودھیہ دہرم۔ کتنا شبھ جیون بھارت کی ان مہلاؤں نے دھارن کیا

سنسار میں اور کہیں بھی ایسی مثال نہیں ملتی۔ جب مؤرخ (اتہاس لکھنے والا) استری سماج میں سے ایک آدرش، پوتر، بہادر اور زندہ نظیر تلاش کرنے بیٹھتا ہے۔ تو صرف بھارت ورش کے پراچین اتہاس روپی کھان سے اُس کو ایسے لعل ملتے ہیں۔ جن کی آب و تاب کے سامنے آکاش کے سوریہ اور چندر بھی دھول پھانکتے نظر آتے ہیں۔

مل نہیں سکتا جواب اِن بے مثل مہلاؤں کا
آج ہے قائل زمانہ اِن پتی برتاؤں کا

فیشن نے کتنی ترقی کی۔ عورتوں میں شکشا اور آزادی کتنی عام ہو گئی۔ اِستری سماج میں کتنی بیداری آ گئی۔ پھر بھی سنسار سیتا اور ساوتری سی ایک عورت بھی پیدا نہیں کر سکا۔ پتی بھگتی بھارت کی اِستریوں کا حصہ ہے۔ اور رہے گا۔ بھارت کے وہ پراچین پُرش بھی کتنے مبارک تھے۔ جن کے گھروں میں سیتا اور ساوتری کی جیسی پتی برتا اِستریاں شوبھا دیتی تھیں۔ بھارت کی وہ پراچین استریاں صرف عیاشی اور خدمت کا کھلونا ہی نہ تھیں۔ وہ زندگی کے لئے برکت کا ایک سرچشمہ تھیں۔ وہ سرچشمہ۔ جس سے راحت اور دولت کے لاکھوں اور ہزاروں دریا بہتے تھے۔

بھارت کی اُس پراچین استری کا دم پتی کے لئے کتنا غنیمت تھا۔ اُس میں خودداری تھی۔ لیکن خود پسندی نہ تھی۔ وہ زندہ رہنا جانتی تھی۔ پرنتو اپنے لئے نہیں۔ اوروں کے لئے۔ جہاں اُس کے کومل ہاتھ پتی کے باغ زندگی میں بہار کا کام کرتے تھے۔ وہاں اُس کے نازک ہونٹ بھی پتی کی کشٹ مٹانے اور اُس کے جیون لابھ کے لئے پرارتھنا کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ وہ ہر حال میں پتی کے ساتھ رہتی تھی۔ وہ شدھ ارتھوں میں پتی کی اردھنگنی یعنی اُس کا آدھا

جسم تھی۔ وہ اُس کے شریر کا سایہ تھی۔ اور سایہ بھی وہ جو تاریکی میں بھی ساتھ نہ چھوڑے۔ یہ فخر بھارت ورش کی ہی استری کو حاصل ہے۔ کہ نہایت غریبی کی حالت میں بھی پتی کا ساتھ نہ تیاگے۔

نربدا بھارت ورش کی ہی بیر مہلا تھی۔ جس نے کوڑھی پتی پر اپنے تمام سُکھ نچھاور کر دیئے۔ کوڑھی شوہر کے گندے شریر کو کومل ہاتھوں سے دھونا۔ اس کو شدھ بھوجن بنا کر کھلانا۔ اُس کی سیوا ہاری کے لیئے آٹھوں پہر کمر بستہ رہنا۔ آج بھارت کے سوا کس دیش کی استری ایسے اوچیہ آدرش پر چلتی ہوئی دکھائی دیتی ہے؟

نربدا کا کوڑھی شوہر گھر کے دوار پر بیٹھا ہے۔ شریر سے مکھیاں اُڑانے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا۔ ایک بیوہ گھر کے آگے سے گذرتی ہے۔ بیمار اور گندے جسم کے نجس اور ناپاک دھیچاری کتے کی طرح وہ اُس کے سندر سُروپ کو دیکھ کر وشے واسنا کے بس میں ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی پتی برتا استری کو اپنی دلیل خواہش پر گٹ کرتا ہے۔ بھارت مہلا جو پتی آگیا کو پالن کرنے کے سوا اور کوئی حیل و حجت نہیں جانتی۔ اپنا زیور بیچ کر زر لاتی ہے۔ اور رات ری کی خوفناک تاریکی میں کوڑھی کو کندھے پر بٹھا کر بیوا کے گھر لے جاتی ہے۔

دفا یہ دیکھیے کہ کس کا نہ ہردا کانپ اُٹھے گا
کڑے دل کا بھی سُنتے ہی کلیجہ کانپ اٹھے گا

رشی مار کنڈے کی سمادھی لگ رہی ہے۔ نربدا اندھیرے میں مارگ چوک کر اُس طرف جا نکلتی ہے۔ اتفاق سے کوڑھی کی ٹانگ لگ کر رشی کی سمادھی چھوٹ جاتی ہے۔ رشی شراپ دیتا ہے۔ کہ جس کا شریر مجھ سے سپرش ہوا۔ اُس کا پران پنچھی سُوریہ کی پہلی کرن کے ساتھ شریر کے پنجرے سے اُڑ جائے گا۔ نربدا اس شراپ کو سن لیتی ہے۔ رشی کو اپنے تپ بھگتی گھمنڈ ہے۔ تو نربدا

کو پتی بھگتی کا۔ دونوں اپنے اپنے کرتب پر پورے ہیں۔

نربدا دل میں کہتی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو میں اپنے دھرم بل سے سورج کو ہی نہ نکلنے دوں گی۔ جو سورج میرے دہرم کی دنیا میں اندھیر لانے والا ہے۔ وُہ سنسار میں کبھی اودے نہیں ہوگا۔ رشی کا شراپ اٹل تھا۔ تو نربدا کا وچن بھی اٹل۔ برسوں گذر جانے پر بھی سورج اودے نہیں ہوتا۔ دیوتا یوگ کرم دھرم سے لاچار چلا اُٹھتے ہیں۔ سب مل کر ستی انسویہ سے پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ وُہ نربدا سے درخواست کرے۔ سورج کے پرکاش کے بغیر دنیا فنا ہو جائیگی۔ انسویہ کی پرارتھنا پر نربدا سُوریہ کو اودے ہونے کی آگیا دیتی ہے۔ رشی کے شراپ انوسار سورج نکلتے ہی کوڑھی پران چھوڑ دیتا ہے۔ انسُویہ اپنے پتی برت دہرم کے بل سے اُس کو دوبارہ جیون دان کرتی ہے۔ یہ ہے بھارت مہلاؤں کے پتی برت دہرم کی مہماں ؎

پتی کے واسطے کیا کچھ نہیں وہ کر گذرتی ہیں
وہ اپنے تیج سے سورج کو بھی تسیتج کرتی ہیں

آج آئے دن عورتیں بدھوا ہوتی ہیں۔ پراچین بھارت میں استری کے لئے بدھوا ہونا ایسا ہی منحوس اور خلاف قدرت تھا۔ جیسا کہ پتا کی موجودگی میں پُتر کا مرنا۔ پراچین بھارت میں بدھوا نام کو نہ تھی۔ کیونکہ بھارت کی استری جپ تپ پوجا پاٹھ اور دان دہرم میں پردین تھی۔ اُس کے تمام دھارمک کرم اپنے پتی کے ارتھ تھے۔ اُس کا دیوتا مندر میں نہیں اپنے گھر میں تھا۔ اُس کی پرارتھنا اُس کی ارادھنا۔ اُس کا دھوپ دیپ اور چندن اتیادی سب کچھ پتی کے ارتھ تھا۔ وُہ پتی کے سوا کوئی دوسرا دیوتا یا ایشور نہ جانتی تھی۔ وہ آج کی استریوں کے سمان پتی کو چھوڑ کر دوسرے دیوتاؤں کی تلاش میں دنیا بھر کی خاک نہ

چھائی تھی۔

سنسار کو آتم شکتی کے ساتھ پتی بھگتی کی پراپتی بھی بھارت ورش کے انسانوں سے کرنی پڑے گی۔ ورنہ آج کی بے شرمی اور بے حیائی اس کو ایک نہ ایک دن آتم گھات کرنے پر مجبور کر دے گی۔ یہ مت سماج سمجھتا ہے۔ کہ وہ پتی برتاؤں کے بغیر ہی دنیا بھر کی طاقتوں اور بھوگوں کو حاصل کرے گا۔ یہ نشچے ہے۔ جب تک ناری سماج سیتا اور ساوتری کے برت کو دھارن نہیں کرے گا۔ نہ وہ خود اپنے ہی لوک اور پرلوک کا سدھار کر سکے گا۔ اور نہ اُس کی سنتان اس یوگیہ ہو گی۔ کہ سنسارک بھوگوں اور پدارتھوں کو پراپت کر سکے۔

آج ہم بھارت کی ایک ایسی پوتر ہستی کے جیون کو درشنائیں گے۔ جس کا نام شاید ہی بھارت کی کوئی استری نہ جانتی ہو۔ آج بھی ہندو سنسار میں گھر گھر اُس کی پوتر مہماں گائی جاتی ہے۔ سہاگ اور بھاگ کے لئے عورتیں بٹ ساوتری کا برت کرتی ہیں۔ ساوتری سچ مچ سیرت اور صورت کا مکمل اور اچھا نمونہ تھی۔ اُس کی شخصیت گنگا سے زیادہ پوتر اور اُس کی مہما، اور کیرتی سورج سے زیادہ روشن تھی ساوتری کا نام زبان پر آتے ہی آتما پوترتا کی بارش ہونے لگتی ہے۔ اُس کا خیال کرتے ہی دل اور دماغ کی دنیا پاکیزگی کی بہار سے مالامال ہو جاتی ہے۔

وہ اپنے لئے پتی کا انتخاب کرتی ہے۔ نارد بتاتے ہیں۔ کہ ستیہ وان الپ آیو (کم عمر) ہے اور صرف ایک برس دنیا میں زندہ رہے گا۔ لیکن وہ جس کو ایک مرتبہ استری کی نگاہ سے دیکھ چکی ہے اُس کا خیال دل سے دور نہیں کرتی۔ اُس کے سوا دوسرے کو پتی بنانا اور دوسرا شوہر کرنا وہ ایک سمان سمجھتی ہے۔ شادی ہو جاتی ہے۔ اور پورے ایک برس بعد موت کا فرشتہ ستیہ وان

کی جان لینے کو آ موجود ہوتا ہے۔ ہزاروں اور لاکھوں سورجوں کی طرح چمکنے والے اُس کے اکھنڈ تیج کے سامنے آتے ہوئے فرشتۂ موت کے بھی پر جلتے ہیں۔ آخری ساوتری اپنے دھرم پرتاپ سے موت پر فتح حاصل کرتی ہے۔ اور دُنیا کو دکھاتی ہے۔ سے

عورت کا پتی دھرم بھی کیا کر نہیں سکتا
دھن بھاگ کے چو سر پہ کوئی ہر نہیں سکتا
یہ اُس کے پتی دھرم کی تاثیر کا بل ہے
جیتی ہے اگر وہ تو پتی مر نہیں سکتا
(زیبا)

(نٹ اور نٹی پرماتما کی استتی کرتے ہیں)

گانا - استتی

جے شنکر کیلاش پتی جے -
سومتی کے داتا - جگ تراتا جے سب جے شنکر
تربھون ناتھ - نائیں ماتھ - تم کرپال ہم اناتھ -
کرتا دھرتا پالن ہار - نرنکار -
گیان بھنڈار - جے شنکر -
ستی بھوانی کے پتی دین دُکھی پر تیپال
داتا جیون کے تمہیں تم ہی کال کے کال
جے گن گامی - سب کے سوامی - انتریامی - تار دکھل یامی جے شنکر -

نٹی - اگر یہ پتر آج رنگ بھومی پر کوئی ادبھت رنگ جمانا چاہیئے - بڑی ہی رد چک اور شکھشا پرد (نصیحت آمیز) لیلا دکھانا چاہیئے -

نٹ - کیا دکھانا چاہیئے - لیلا دیکھنے کے اُدیاتر کبھی تو موجود ہوں -

ے کبھی آنکھوں سے دیکھی تمنے تاتی جونک پتھر پر
نتیجہ ہوگا کیا حاصل جو برسائیں کے بنجر پر

نٹی۔ یہ تو بادل کا کام تو برسانا ہے۔ سورج کا کام تو روشنی پھیلانا ہے۔ روشنی میں کوئی اپنی آنکھ موندے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔ اپدیش سے کوئی لابھ نہ اٹھائے۔ تو یہ اس کی اپنی عقل کا قصور ہے

ے بادل کا کام برسنا ہے ہر جا یکساں برستا ہے
بادل کا اثر نہیں دوش نہیں پتھر گر بہا تر ستا ہے
جو داتا ہیں وہ دیتے ہیں وہ نیچ اور اونچ نہیں تکتے
دیکھو داتا کے دریاؤں کا پانی کتنا سستا ہے

نٹ۔ تم کس کو ناٹک دکھاؤ گی۔ اندھوں کے آگے دہرم کے موتی بکھیر کر کیا پاؤگی وہاں تو نئی روشنی کی دھونی میں کس کے کان ہیں۔ جو دہرم کی کتھائیں سنے گا جو اپدیش کے پھول تم بکھیرنا چاہتی ہو۔ اے شبھدے۔ وہ کون چنے گا۔ ے

دل تو بھارت داسیوں کا گندے افسانوں میں ہے
آنکھ پہ پٹی بندھی ہے اور روئی کانوں میں ہے
دہرم کی باتیں تمہاری کون سنتا ہے یہاں
آج اُن کا لطف سارا عشقیہ گانوں میں ہے

نٹی۔ تو بھگوان۔ گمراہ کو غلط مارگ میں جاتے دیکھ کر خاموش ہو جانا بھی کوئی برتا ہے۔ اندھے کو اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے دیکھ کر اپنے چراغ کی روشنی کو چھپانا بھی کیا گنبھیرتا ہے!

ے جو ہو گمراہ اُس کو راستہ بھی تو دکھاتے ہیں

جو بل والے ہیں وہ نربل کو گرنے سے بچاتے ہیں
وآتے کام اوروں کے نہیں وہ زندگی اچھی
منش میں کام ہے وہ کام اوروں کے جو آتے ہیں

نٹ۔ تو پھر ہم بھی آگے کئی بار دھرم کے انمول رتن لٹا چکے ہیں۔ بڑے بڑے سندر اور شکھشاپرد ناٹک دکھلا چکے ہیں۔

نٹی۔ سوتر یہ وچار کرے کہ میں صدیوں سے سنسار کو پرکاش دے رہا ہوں۔ اب اور کیوں دوں! تو کیا ہوگا؟ پربھو۔ پرکاش دینا تو اس کا دھرم ہے۔ اور وہ ہر روز اپنی سنہری کرنوں کا خزانہ لٹانے کے لئے آکاش پر آموجود ہوتا ہے کیا کبھی دینے کا پھل بھی بے سود ہوتا ہے!

ہے جب تک زندگی اپدیش کے گوہر لٹائیں گے
بہا سکتے ہیں جب تک فیض کے دریا بہائیں گے
خزانہ علم کا بٹ کر ترقی اور کرتا ہے
کہ جتنا خرچ ہوتا ہے یہ اتنا اور بھرتا ہے

نٹ۔ تو آج تمہاری منو کامنا پورن کرنے کے لئے پتی پران ساوتری کا ناٹک دکھلائیں گے۔ اس وقت آدرش کی دولت بانٹ کر نرشنکوں کو زردار بنائیں گے۔

نٹی۔ ہاں بیشک پتی برتاؤں میں ساوتری کا درجہ سب سے اعلےٰ ہے۔

نٹ۔ جس طرح پھولوں میں گلاب ہے۔ ستاروں میں آفتاب ہے۔ اسی طرح ساوتری بھی بھارت مہلاؤں کی سرتاج ہے۔ آج سیتا۔ گارگی دمینتی اور پدمنی کی آبرو داری بھی چاند کی طرح اسی آفتاب کی روشنی کی محتاج ہے۔

پتی برت رام کی پیاری ہیں جو کچھ ہے اِسی کا ہے
یہ ناری دھرم سیتا نے بھی ساوتری سے سیکھا ہے
ابھی تک پاک شہرت اُس کی قیمت دار موتی ہے
کہ لے کر نام اُس کا آتما تک پاک ہوتی ہے

نٹی۔ وہ ساوتری جس نے ایک بن باسی مفلس اور اُداسی رشی کمار کو اپنا پتی بنایا!
نٹ۔ ہاں اور دنیا کو یہ دکھایا۔ کہ جس ناری میں دھرم کا بل ہے۔ جس کی آنکھ کبھی کسی پاپ کے نظارے سے میلی نہیں ہوئی۔ جس کے دماغ نے کبھی خواب میں بھی کسی غیر پُرش کا خیال نہیں کیا۔ جس کے جیون کا ایک لمحہ بھی پتی بھگتی کے بغیر نہیں گذرا۔ وہ قسمت کی مُہر لگ جانے پر بھی بدھوا نہیں ہوسکتی۔

اپنے بل سے آگ، پانی میں لگا دیتی ہے وہ
ہو اٹل تقدیر کا لکھا مٹا دیتی ہے وہ
اُس کی ٹکر میں کوئی طاقت بھی آ سکتی نہیں
ساتھ اُس کے موت بھی آنکھیں ملا سکتی نہیں

نٹی۔ پتی برتا ساوتری کا یہ پرتاپ؟
نٹ۔ اس سے بھی زیادہ۔ آجکل کی استریوں کی مانند اُس نے پتی کی سیوا پیٹ یا وِشے باسنا کی خاطر نہیں کی۔
نٹی۔ آجکل کی استریوں کی طرح
نٹ۔ ہاں۔ جو۔

پتی بھو کا ہے لیکن آپ بازاروں میں کھاتی ہیں
پتی کو چھوڑ کر بیمار خود مندر میں جاتی ہیں
جو ناتا چار دن پل کا ہے گورو موجود ہے گھر میں

نگر اپنا گورو وہ اور پرشوں کو بناتی ہیں

نٹی - اِسی لئے تو وُہ اِس لوک میں اپنی اُجول کیرتی کو بدنامی کا داغ لگاتی ہیں۔ اور اُس لوک میں نرک کا دُکھ اٹھاتی ہیں - بھگون - بیسویں صدی کے بگڑے ہوئے سنسار کے لئے تو ساوتری کا ناٹک بڑا ہی آدرشنیہ ہو گا۔

سہارا دو کہ جیون اپنا منگل مئے بنائیں یہ

شکشا دو اِن کو اے سوامی دُکھی ہیں آنکھ ائیں یہ

گانا

دو انہیں دھرم بل دان - یہ اوچیہ دھرم کو دھاریں

جیتیں مت دھرم کا مارگ - اور نہیں ستنیہ کو ہاریں

ہوں ناریاں سب بلوان - اور ولش پتی کا ماریں

پرمیشن ہوں پتی پوجا میں - من کے دشٹوں کو ماریں

نہیں کلٹائیں ہوں پیدا - نہیں کل کی لاج اُتاریں

سب ساکھشات آنند ہوں - گرو کا سب کشٹ نواریں

دو انہیں دھرم بل -

——— جانا ———

ایکٹ پہلا　　　سین نمبر (۱)

استھان بن

نظارہ ۔ راجہ اشوپتی بھگوان شنکر کی استتی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔

گانا

(اشوپتی کا)

جس نے ٹیرا تمہیں پاس اُس کے ہی آتے دیکھا
ڈوبتے تھے جو اُنہیں پار لگاتے ... دیکھا
اَور سب چھوڑ کے جو دوار تمہارے آئے
ہاتھ سے اپنے تمہیں اُن کو اُٹھاتے دیکھا
جن کو منجدھار میں پتوار نہ تھی پار نہ تھا
ایسے بیڑوں کو تمہیں پار لگاتے دیکھا
تُم گھٹا بن کے دُنیا کی جو برسے ... آئے
ڈالیاں خشک تھیں پھل اُن میں بھی آتے دیکھا
میری بگڑی کو بنا دو تو عجب ہی کیا ہے
تم کو سو بار ہے بگڑی کو بناتے دیکھا

(آواز پر مہادیو شنکر کا پرگٹ ہونا)

شنکر ۔ یہ بھگتی میں بڑی طاقت ہے شردھا میں بڑی شکتی
جب آ جائے طبیعت تو بڑا چھوٹا نہیں .. بھگتی
کچھ ایسی بھگتیوں سے دونوں کا تار ملتا ہے
بلاتا ہے کوئی جب بھگت تو کیلاش ہلتا ہے

کہو راجن ۔ ایسی کٹھن تپسیا کا کیا پریوجن ہے ؟

انشومتی ۔ بھگون ۔ آپ کے سکھدائی درشن کی چیشٹا کرنا کیا کوئی کم پریوجن ہے ۔

یہ کم دیا نہیں ہے کہ مکھڑا دکھا ... گئے
پردہ جو درمیان تھا آئے ہٹا گئے
چلو کی پیاس کیا سمندر ہے سامنے
تم آ گئے تو ہاتھ بدار تھ سب آ گئے

شنکر ۔ میں تمہاری اچل سمادھی اور برسوں کی تپسیا سے خوش ہوں ۔ کچھ مانگ لو ۔

خوشہ چیں تم ہو تو کھیتی بھی ہے لہرائی ہوئی
اور طبیعت بھی ہے کچھ دینے پر ہی آئی ہوئی
دیکھ کر شردھا تمہاری آ گئی دل میں دیا
دیکھنا کھو دے نہ موقع آنکھ شرمائی ہوئی

انشومتی ۔ پربھو ۔ آپ کے ان اُدار ہاتھوں نے کیا نہیں دیا ہے ۔ اور پھر آپ سے کیا چھپا ہے ۔

مجھ سے ہی پوچھتے ہو تم کہ تمنا کیا ہے
دل میں موجود ہو تم تم سے ہی پردہ کیا ہے

شنکر ۔ ہم تمہارا پریوجن تمہاری ہی زبان سے سننا چاہتے ہیں ۔

اشوپتی ۔ پربھو ۔ گھر ہے گھر کا اُجالا نہیں ۔ دل کی تاریک کوٹھری میں اپنی معصوم مُسکراہٹ سے کوئی چمک پیدا کرنے والا نہیں ہے ۔

دُنیائے دوں میں ایک بھی ایسا بشر نہیں
جس کی شریف رُوح میں حُبِّ پسر نہیں
نظریں ہوئیں تو خاک کہ نورِ نظر نہیں
شاداب کیا شجر ہو کہ اُس میں ثمر نہیں
راحت ہر ایک پاس ہے راحت رساں نہیں
سینے میں دل ہے دل میں خوشی کا نشاں نہیں

نٹنگر ۔ راجن تمہاری خواہش انوچت نہیں ۔ اِس زر کا ہر کوئی خواہشمند ہے ۔ یہ میٹھا پھل نہایت ہی دلپسند ہے ۔ جب معصوم بچہ اپنی نش کلانک چیشٹا سے آنگن میں کلیل کرتا ہے ۔ جب توتلی باتوں اور کمزور ٹانگوں سے پیارے پیارے کھیل کرتا ہے ۔ تو دنیا داری کے سارے غم بھول جاتے ہیں ۔ آشاؤں کے آکاش پر ہزاروں سورج اور چاند اودے ہو جاتے ہیں ۔ مرنے کے بعد اپراچت راج اور ویبھو کو سنبھالنے والا ۔ پتروں کے رِن (قرض) سے سبکدوش کر کے پتر دھرم کو پالنے والا ۔ پُتر ہی ہے ۔

ستون گرنے لگے جیون کا تب یہ تھام لیتا ہے
جب آ جاتی ہے پیری تو عصا کا کام دیتا ہے
اسی کے ہاتھ سے پرلوک میں اودھار ہوتا ہے
جو کندھا پتر دیتا ہے پتا جب پار ہوتا ہے

اشوپتی ۔ سنسار میں لوگ بے اولاد کو بڑی گھرنا کی درشٹی سے دیکھتے ہیں ۔ اُس کا نرآدر کرتے ہیں ۔ اُودیش کے بغیر آیا ہوا جان کر اُسے ایک بیکار

دُشٹو سمجھتے ہیں۔ سے

کِس کام کا وُہ پیڑ ہے پھل کر جو پھل نہ دے
بادل وہ کیا ہے مینہ کا جو دھرتی کو جل نہ دے
کِس کام کی ہے زندگی سنمان جب نہیں
سامان ہیچ دنیا کے سنتان جب نہیں

شنکر۔ درحقیقت سنتان میٹھا میوہ ہے۔

انشوپتی۔ تو کیلاش پتی اُمید کا دامن پھیلا کر میں اِسی دولت کی بھکشا مانگنے آیا ہوں بھگوان۔ میرے مُراد کی کھیتی کو نہال کرو۔ میری مُفلس تقدیر کو اُپار دیا کی دولت سے مالا مال کرو۔ سے

وُہ اُدار ہردا ہے جو نراس لوٹاتا نہیں
ہاتھ خالی آئے خالی ہاتھ پھر جاتا نہیں

شنکر۔ کیا کروں۔ راجن۔ بدھاتا نے تمہارے مستک میں سنتان کی ریکھا کو جنم نہیں دیا۔

انشوپتی۔ تو کیا میری ساری کامنائیں۔ ساری چیشٹائیں۔ ساری پرارتھنائیں ساری تپسیائیں بیکار ہیں۔

شنکر۔ میں اور میری تمام شکتیاں لاچار ہیں۔

انشوپتی۔ نراس ہو جاؤں۔

شنکر۔ ساوتری دیوی کی ارادھنا کرو۔ وہ چاہیں گی تو سنتان دھن سے تم کو معمور کر دینگی۔ تمہاری چنتا کو دور کر دینگی

(اِدرشٹ ہونا)

(راجہ انشوپتی سمادھی لگاتے ہیں۔ کام دیو اور رتی سمادھی بھنگ کرنے

کو آتے ہیں)

کامدیو۔ عشق اور محبت کا وہ طلسم دکھاؤ۔ کہ رشی واسنا کی بہاروں سے دل کی کومل شاکھائیں چلا ئمان ہو جائیں۔ ایکا گرتا کی تمام طاقتیں بکھر کر پریشان ہو جائیں۔

(کامدیو راجہ کے دل کو اپنے پشپ بان کا نشانہ بناتا ہے۔ رتی اپنے گائین اور نرتیہ سے راجہ کو لبھانا چاہتی ہے)

گانا (رتی کا)

جوبن کی میری پیاری چھٹا کس بلا کی ہے
دنیا تمام داس میری اک ادا کی ہے
چرچا ہے میرے حسن کا دنیا میں چار سو
عالم میں دھوم میرے رُخ دلربا کی ہے
تیرِ نظر سے کون ہے گھائل نہیں ہوا
میری نگاہ ناز بھی برچھی قضا کی ہے
کرتی ہے اک ادا میری لاکھوں دلوں کا خون
میرے ہر اک رنگ میں شوخی حنا کی ہے
گرتے ہی دل کی بستیاں ویران کر گئی
میری نہیں یہ چال۔ یہ بجلی فنا کی ہے

(کامدیو پشپ بان چھوڑتا ہے)

رشو پتی۔ جاؤ۔ دوسروں کے کاج کو اکاج کرنے والے۔ سانپ کی مانند نیولے سے بنا کارن کے بیر کرنے والے۔ اشو پتی کا دل تمہاری شرر۔

انگریزوں سے نہیں جلایا جائے گا۔ ساوتری دیوی کے بھگت کو اُس کے
اِرادوں سے نہیں ہٹایا جائے گا۔

(کامدیو اور رتی کا دہرتی میں لوپ ہو جانا)

ساوتری۔ وزمہ بردہی۔ وزمہ بردہی۔ راجن پرتن ہوں۔ بر مانگو۔

اشوپتی۔ ماتیشوری کو پرنام۔ جگدیشوری کو پرنام۔ ہے

اُجالا ہوا اندھیرے میں مجھے سنتان کا بردو
ہوں پھیلائے ہوئے دامن یہ خالی ہے اِسے بھر دو

ساوتری۔ پُتر۔ میں اپنی دیوی شکتی سے تم کو ایک سُندر سروپ کنیا کا بر دیتی
ہوں

اشوپتی۔ اہو بھاگیہ۔ ہے

بندھے گی کوئی تو آشا نہ مختی روح جھیلے گی
نہ ہو گا گھر میرا سونا وہ آنگن میں تو کھیلے گی

ساوتری۔ اور میرے ہی اُنس سے تمہارے ہاں اُس کا جنم ہو گا۔ سروپ سُوریہ
اور چندر کو شرمائے گا۔ گن اور شیل پھولوں کی خوشبو کی طرح دُور دور کی
فضاؤں میں پھیل جائے گا۔ پتا اور پتی کے کُل کو اُجول کیرتی کے
اُجالے سے پرکاشمان کرے گی۔ دہرم ہین آتماؤں کو دہرم بل
بردان کرے گی۔ ہے

پتی برت کا نمونہ بن کے دنیا کو دکھائے گی
جنہیں کہتے ہیں ابلا اُنکو وہ بربل بنائے گی
صبا بن کر وہ باغ دہرم کے غنچے کھلائے گی
بقا بن کر خنا کی کار فرمائی مٹائے ... گی

رہیں گے دہر میں چرچے ابد تک اِس فسانے کے
اُسے دیوی سمجھ کر لوگ پُوجیں گے زمانے کے

(پردہ کا گرایا جانا)

ایکٹ پہلا سین نمبر (۲)

استھان۔ قلعہ

دکھاؤ۔ جنگ کا نظارہ

راجہ دُر بدھی کے لشکر کو فتح حاصل ہوتی ہے۔
راجہ دومت سین اور اُس کی رانی سوبھاگا کی آنکھیں نکالے جانے کا
دردناک نظارہ۔

ٹرانسفر

راجہ دُر بدھی اور اُس کے مصاحبوں
کا داخل ہونا۔

دُربدھی۔ لاؤ۔ اِدھر لاؤ۔ اُس بوڑھے مکار کو اِدھر لاؤ۔

(دومت سین اور سوبھا گا کو لاتے ہیں)

اب یہ اور اِس کی بیوی دُنیا اور دُنیا کے کسی نظارے کو نہیں دیکھ سکینگے۔ تتاکم بخت اب بھی شیروں سے بیر کرے گا؟

دومت سین۔ ایک ہیں کیا۔ دُنیا کا ہر ایک اِنسان اپنے آرام پر ڈاکہ ڈالنے والے ڈاکو سے بیر کرتا ہے۔ تو نے میرا سُکھ اور آرام لوٹ لیا۔ سلطنت چھین لی۔ دنیا کی سب سے بڑی نعمت آنکھوں کی بصارت بھی لے لی سب کچھ لے لیا۔ پرنتُو۔ ہم کو اُس معصوم دولت سے محروم نہ کر۔ جگر کے ٹکڑے کو چھین کر ہم کو بالکل ہی سرشٹی سے معدوم نہ کر۔

دولت یہی اُمید کی جو کچھ ہے چھوڑ دے
یہ روح اور جان کا رشتہ نہ توڑ دے
رہنے دے اپنے پاس یہ زر اور زمین تُو
اندھا کیا تو اندھوں کی لاٹھی نہ چھین تُو

دُربُدھی۔ بوڑھا اور تجربہ کار دشمن پراجت ہو جانے پر بھی خطرناک ہوتا ہے سانپ سے تب ہی امان ملتی ہے۔ جب اُس کا جگر چاک ہوتا ہے۔ بوڑھے مکار اب تجھے راج اور آنکھوں کی بینائی کے ساتھ اِس گوہر مراد سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔ مایا دی خوشی کے ساتھ اِس آتمک خوشی سے بھی محروم ہونا پڑے گا۔

کوئی سُنوں گا اب نہ اپیل اور دلیل میں
تم کو کروں گا اور بھی موذی ذلیل میں

دومت سین۔ جیتے ہوئے دشمن کے ساتھ یہ کُردتا کا برتاؤ ظالم سے ظالم

بادشاہ بھی نہیں کرتا۔ دیکھ۔ دیکھ۔ ہوس کے پتلے۔ سہ

قسمت کے تاج کا میں کوئی شاہوار تھا

کل میں بھی تیری طرح کوئی تاجدار تھا

تجھ کو ہے آج جیت تو کل ہوگی ہار بھی

دیکھی ہمیشہ باغ میں رہتی بہار بھی

وزیر۔ مہاراج۔ نیتی دھرم کہتا ہے۔ کہ اب اِن کو اپنی دِشا پر چھوڑ دو۔

دُر بدھی۔ تو رے جاؤ۔ تین تین کپڑوں کے ساتھ اِن کو سلطنت کی حدود سے

باہر نکال آؤ۔

دومت سین۔ ہم چلے جاتے ہیں۔ بد قسمتی کا ٹھیکرا شاہی تخت پر چھوڑ کر چلے

جاتے ہیں۔ یہ سلطنت اور اِس کے سمیت بھوگ خوشی سے تم کو سونپ

کر چلے جاتے ہیں۔ پرنتو۔ ہماری آشاؤں کی لہلہاتی ہوتی کھیتی کا ننھا

میٹھا پھل۔ ہماری اندھی آنکھوں کا وہ ٹھنڈا کا جل ہم کو

دے دو۔ سہ

کوئی اُجڑے ہوئے جیون کی بھی تو آس رہنے دو

جگر لے لو مگر ٹکڑا جگر کا پاس رہنے دو

دُر بدھی۔ بڈھے۔ اب تو کن آنکھوں سے اپنے بیٹے کو دیکھے گا؟

دومت سین۔ میں نہیں دیکھوں گا۔ پرنتو وہ ہماری اِس بگڑی ہوئی دِشا

کو دیکھ کر آنسو بہائے گا۔ اِس مجبوری کے زمانے میں ہمارے کام

آئے گا۔

بغیر اُس کے کہاں ہم ٹھوکریں جنگل کی کھائینگے

کہاں مارے پھرینگے ہم کہاں ہم دن نبائینگے

سہارا دیگا جینے میں ہمیں لا کر کھلائے گا
ہم اندھے ہیں ہم اندھوں کو وہی رستہ دکھائے گا

ڈربدھی۔ لیکن سانپ کے بچے کو کھلا چھوڑ دینا۔ اپنی تباہی کے سامان پیدا کرنا ہے۔ جان بوجھ کر خطرناک راستے میں پیر دھرنا ہے۔ اس بات کی کیا ضمانت ہے۔ کہ کل بڑا ہو کر وہ انتقام نہیں لے گا۔ مجھے یا میری اولاد کو تکلیف نہیں دے گا؟

دوست سین۔ معصوم بچہ کیا تکلیف دیگا۔ جنگل میں آگے ہوئے۔ جس کومل بوٹے نے ابھی انقلاب کی ہزاروں آندھیاں دیکھی ہیں۔ وہ کسی کا جگر چھیدنے کو اپنی شاکھاؤں کا کیا تیر بنائے گا۔ جس معصوم گُڈے نے ابھی آوارہ گردیوں کے لاکھوں آندولن دیکھے ہیں۔ وہ تاجداروں سے کیا بر آئے گا۔ ؎

یُونہی اُٹھاؤ سر پہ پلندہ نہ پاپ کا
بالک ذرا سا کیا وہ بگاڑے گا آپ کا

سوبھاگا۔ بھائی۔ میں تجھے اپنا دھرم بھائی کہہ کر تجھ سے اپنے بچے کی بھیک مانگتی ہوں۔ اپنی اس اولاد کے صدقے میں ہمارے دل اور جگر کی راحت۔ ہمارا جیون ہم کو بخش دے۔ مجبور اور لاچار بڈھوں کی دعا لے ؎

حد سے بڑا ہوا یہ جفاکش پہ جور ہے
تیرے ہی سر پہ تجھ سے زبردست اور ہے
ٹھنڈا کلیجہ دیکھ کے اتنا نہ گرم ہو
کر کرم تو کسی پہ کہ تجھ پر بھی کرم ہو

وزیر۔ بھوتی۔ اِن کے لئے یہی کافی سزا ہے۔ اور زیادہ سختی کرنا بے جا ہے۔ وجبی راجہ کو ہارے ہوئے دشمن کے ساتھ اُدار ہونا چاہیئے۔ جو آدھیتا سوئیکار کرے صرف اُس کے تاج اور تخت کا ہی طلب گار ہونا چاہیئے۔

دُریدھی۔ تو جاؤ۔ اِن کو ایسی جگہ پہنچاؤ۔ جہاں سے اِن کے گندے سوانس میری سلطنت میں دشمنی اور کینے کی ہوا نہ پھیلا سکیں۔ یہ آنکھوں کی بصارت کو دوبارہ حاصل کر لینے پر بھی اِس سرزمین پر نہ آسکیں۔

(جانا دُریدھی اور اُس کے مصاحبوں کا آنا ستیہ وان کا اور دوڑ کر ماں سے لپٹ جانا)

ستیہ وان۔ ماتا۔ مجھے مکان میں کسی نے بند کر دیا تھا؟

سوبھاگا۔ بدقسمتی نے

ستیہ وان۔ کیوں؟

سوبھاگا۔ تاکہ تو اندھوں کے اندھا ہونے کا درد انگیز نظارہ نہ دیکھ سکے۔

ستیہ وان۔ تمہاری آنکھوں کا نور کیا ہوا؟

سوبھاگا۔ بیٹا ہماری آنکھوں کا نور تو تم ہو۔

نصیبے نے کہا یہ کاش ہم سے دور آنکھوں کا
تمہارا دم غنیمت ہے کہ تم ہو نور آنکھوں کا

فوجدار۔ اری بڑھیا۔ کہیں اور جاکر رو پیٹ لینا۔ مہاراج ناراض ہوں گے چلنے کا بندوبست کرو۔

دومت سین۔ ہاں بھائی کرتے ہیں۔ اتنے سنگدل نہ بنو۔ ہمارا ابھی تو یہاں

کچھ ادھیکار ہے۔ یہ بیماری ہماری ہی تو خزاں رسیدہ بہار ہے۔

ہو گئے بد قسمتی سے کیا ارے کیا تھے کبھی
تاجداروں کے ہیں بیٹے ہم بھی راجہ تھے کبھی

گانا

کتنا خوشی کا جلد زمانہ بدل گیا
جھونکا ہوا کا تھا کہ جو آیا نکل گیا
کتنا خوشی کا . . . .

سر و سمو خاک میں آہی کم بخت کا ملا
جب پہ بھی وار چرخِ ستمگر کا چل گیا
کتنا خوشی کا . . . .

نردھن ہوں یا دھنی ہوں نشانہ سب اسکا ہیں
آیا ہوا یہ وقت کسی سے نہ ٹل گیا
کتنا خوشی کا . . . .

دیکھی نہ تھی خوشی کہ گھٹا غم کی چھا گئی
دن دیکھتے ہی دیکھتے راحت کا ڈھل گیا
کتنا خوشی کا

کھلنے نہ پائی تھی ابھی آشاؤں کی کلی
دربھاگیہ نے وہ بیر پیدا کر . . مل گیا
کتنا خوشی کا . . . . . .

یہ ہے دنوں کا پھیر نہ بچ کر کوئی گیا

وہ کون ہے جو اِس کا گرا یا سنبھل گیا
کتنا خوشی کا . . . .

(جاتا)

ایکٹ پہلا سین نمبر (۳)

استھان - زنانہ محل

نظارہ - راجہ اشوپتی کی کنیا ساوتری جس کا نام ساوتری دیوی کے نام پر ساوتری رکھا گیا ہے۔ بھوانی کی پوجا کرتی دکھاتی دیتی ہے۔ ایک طرف کھونٹی سے پنجرہ لٹک رہا ہے۔ پنجرے میں ایک خوبصورت مینا بند ہے۔

آرتی

جے جے گری ور راج کشوری
جے مہیش مکھ چندر چکوری - جے جے
جے گج ودن کھڈانن ماتا -
جگت جننی دامنی دُرتی گاتا - جے جے
نہیں تو آدیہ مدھیہ اوسانا

امت پر بجاؤ وید نہیں جانا - جے جے
میوت تو ہے سلبھ پھل چاری
ذرداممینی تر پورا ری پیاری - جے جے
دیوی پوجیہ پد کمل تمہارے
سُر نر منی سب ہو دیں سکھارے - جے جے
(تلسی کو جل انجلی دینا)
(ساوتری کی ماتا سرساوتی کا آنا)

سُرساوتی - بیٹی - پوجا کرلی - ؟

ساوتری - ہاں - ماتا جی - کرلی - مہارانی بھوانی کو سندر پشپوں سے رجھایا تلسی ماتا پر گنگا جل چڑھایا - اور اب تو میں بدھی اور سے نشٹ کرنے والی کوئی پستک نہیں پڑھتی -

سُرساوتی - کیا پڑھتی ہو؟

ساوتری - ایسے اتہاس - جن میں دہرم کتھائیں ہوں - مہانو استریوں کی دہارمک کو بتائیں ہوں -

سُرساوتی - اور ہر ایک کنواری کنیا کو ایسا ہی کرنا چاہئے

ساوتری - اب مینا کو چوری کھلاؤنگی - (بلاتی ہے) اری جمنا -

جمنا - (آکر) جی ہاں -

ساوتری - دیکھو - وہ سامنے طاق میں میوے دھرے ہیں - مینا کو کھلا دو

جمنا کیوں نہیں - تمہاری مینا کو میوے بھی کھلاؤنگی - چوری بھی کھلاؤنگی پکوان بھی کھلاؤنگی - پھر تو مجھ سے پیار کرے گی ؟

ساوتری - کیوں نہیں - (ماں سے) ماتا - ان پکشیوں اور جیوؤں کی رکھشا کرنا
بھی ہمارا دھرم ہے -
مرساوتی - پرانی ماتر سے ہمدردی کرنا منش کا مکھیہ دھرم ہے - بھوکے کو روٹی
کھلانا - پیاسے کو پانی پلانا - روگی کے لئے اوشدھی کا پربندھ کرنا -
ننگے کو وستر پہنانا - بڑے ہی پرمارتھ کا کرم ہے - گرہست کی ہر ایک
ناری کا دھرم ہے - کہ ابھیاگت کا سواگت کرے - اتیتھی ستکار سے
اوتم سیوا کا پھل پراپت کرے -

اُس ہاتھ کا ہونا ہی شبھ ہے
جو اَن اور دھن کا دان کرے
شبھ ہے دنیا میں زبان وہی
بھگوان کا جو گن گان کرے
اتی کومل ہیں شبھ چرن وہی
جو دھرم کا مارگ چلتے ہیں
جن کے ہاتھوں سے کچھ نہ ہوا
افسوس سے وہ ہاتھ ملتے ہیں

ساوتری - اب تو شدھ بھوجن اپنے ہاتھ سے بنا کر دیوی کو بھوگ دیا کرونگی
مرساوتی - بیٹی - شدھ شریر اور منش کلنک بھاؤ سے شدھ بھوجن بنانا - دیوتا
اگنی - اتیتھی اور بھوکے کو بھوگ دے کر پھر گھر کے پرشوں کو پریم بھاؤ
سے کھلانا - گرہست کی سشیل ناریوں کے لئے پنیہ وانک ہے -
پرشوں کے آچار اور وچار بنانے میں استری بڑی بھاری سہائک ہے

آچار وچار ہمیشہ ہی بھوجن انوسار شدھ ہوتے ہیں
جتنا بھوجن شدھ ہوتا ہے اتنے وچار شدھ ہوتے ہیں

ساوتری۔ ماتا۔ تم بہت سویرے جاگتی ہو۔ مجھے کیوں نہیں جگاتی ؟

سرساوتی۔ جب تم گرہست دھرم کو سمجھ جاؤ گی۔ تو آپ ہی سویرے جاگا کرو گی۔ جب گرہ لکشمی بنو گی۔ تو خود بخود آلس اور نندرا سے بھاگا کرو گی استریوں کو پرشوں کے بعد سونا اور پرشوں سے پہلے جاگنا چاہیئے۔ سستی اور کاہلی گھر گرہست کے دشمن ہیں۔ اس لئے انکو اوشّ تیاگنا چاہیئے۔

یہ ہی سراہنے قابل ہیں یہ ڈھنگ دنیاداری کے ہیں
یہ جتنے بھی پھل دائک ہیں پہچین سستیاں ناری کے ہیں

ساوتری۔ وہ دیکھو۔ جمنا۔ اس کالے کلوٹے کوّے کو مار مار کر اڑا رہی ہے اور مینا کو کھلا رہی ہے۔ دونو کیا ایک سمان نہیں !

سرساوتی۔ کوا مینا کی طرح گنوان نہیں۔

ساوتری۔ اس کو بھگاتی اور اس کو کھلاتی ہے

سرساوتی کیونکہ وہ فضول کائیں کائیں کرتا اور یہ میٹھے سُر سے گاتی ہے۔

ساوتری بھدی آواز کے کارن اس کو دھکارتے ہیں !

سرساوتی۔ ہاں۔ اور میٹھی بانی کے کارن مینا کو پیار سے پچکارتے ہیں۔

جو کرے اچارن بول برا ہر جگہ آبرو کھوتا ہے
بھدی بانی سے کوے کا ہر کہیں نرادر ہوتا ہے
کوئل اور مینا کو دیکھو کیا میٹھے وچن سناتی ہیں
ہر گھر میں عزت ہوتی ہے اور میٹھے بھوجن کھاتی ہیں

گانا

(سرسوتی کا)

میری ہے سیکھ یہ ہی کڑوا نہ بول بولو۔
جب بھی مکھ دوار کھولو موتی اور پھول رولو
میری ہے سیکھ یہ ہی۔

سندر وچن سنائے کے کرو سب کو آدھین
بانی مکھ سے بولیے کومل اور پروین
اُپجے میٹھے وچن سے چاروں اور سُباس
امرت برسے پریم کا بجھے ہردے کی پیاس
بانی جو مکھ سے بولو۔ اُس کو تم پہلے تولو۔ کڑوا نہ بول بولو
میری ہے سیکھ یہ ہی۔ کڑوا نہ بول بولو۔

ڈراپ سین

ایکٹ پہلا سین نمبر (۴)

استھان - باغیچہ

نظارہ - ساوتری اور اُس کی ہمجولیاں

گانا سہیلیوں کا

ہے اُبھرا ہوا آج جوبن کسی کا
اڑا لائے گا دل یہ پُر فن کسی کا - ہے اُبھرا ہوا
بہاروں پہ آئی ہوئی ہے جوانی
نہ کیوں ہوگا بلہار تن من کسی کا - ہے اُبھرا ہوا
نظر میں اداؤں نے ہے آگ بھر دی
جلائے گی بجلی یہ خرمن کسی کا - ہے اُبھرا ہوا
ہیں گھنگرالے بالوں نے کانٹے بکھیرے
اُلجھ جائے گا کیوں نہ دامن کسی کا ہے اُبھرا ہوا
بھنور کیوں نہ آ کے چومیں گے کلیاں
کھلا ہے جوانی میں گلشن کسی کا - ہے اُبھرا ہوا

پہلی - ساوتری بھی سچ مُچ سدا بہار کی سوامنی ہے -

دُوسری۔ کام دیو کا دِل موہ لینے والی کامنی ہے۔

تیسری۔ طلائی حُسن اندھیرے میں گوہرِ شب چراغ ہے۔

چوتھی۔ جوانی کیا ہے۔ رُوپ اور رنگ کا ایک خود رو باغ ہے

پہلی۔ گلاب کے پھول سے خوشنمائی لی۔

دُوسری۔ ندی کے سُریلے راگ سے نرملتائی لی۔

تیسری۔ آسمان کی شفق سے رعنائی لی۔

چوتھی۔ کنول کے پشپ سے کوملتائی لی۔

پانچویں۔ اور سب کو ملا کر سنسار کے متوالا بنا دینے والا جوانی کا مدُ جمع کر لیا ہے۔

جگا دی جوت اپنے حسن کی تاریک راہوں میں
ہزاروں بجلیاں بھری ہیں شر میلی نگاہوں میں
ادائیں کہہ رہی ہیں ہم کسی کو مار ڈالیں گی
بغیر ہتھیار کے جو دھاؤں کی طاقت مٹا دیں گی

پہلی۔ یہ موتیوں کی طرح چمکنے والی آنکھیں۔ یہ چمپا کی پتیوں کے سے ہونٹوں پر کھلنے والی مسکراہٹ۔ کس کو بدمست نہیں کر دے گی۔ یہ ابرو۔ بھویں چتون اور پلکوں کی ہتھیار بند فوج کس شکنی شالی کے حوصلوں کو پست نہیں کر دے گی ہے۔

یُوں پن بھی عجب شئے ہے کسی پر جب یہ آتا ہے
لے اُڑتا ہے ہواؤں پر کچھ ایسے پر لگاتا ہے
یُوں پن حسن والوں کا غضب کچھ کر کے جاتا ہے
یہ جب اُٹھتا ہے ساتھ اپنے کئی فتنے اُٹھاتا ہے

نظر بھر دیکھتا ہے جو وہی تصور ہوتا ہے
نظر سے گر پڑے پالا وہیں تیچر ہوتا ہے

ساوتری۔ تبھدا۔ نرملا۔ کوشلیا۔ سوبھدرا۔ تم کو کیا ہو گیا۔ کنوری کنیائیں۔ اور ایسی فضول کتھائیں۔ کومل لتائیں۔ اُن پر خرافات کی آندھیاں آئیں تو کس طرح بچ جائیں۔ میرے روپ اور رنگ میں کیا پڑا ہے۔ سامنے دیکھو تو کیسا خوبصورت اور دلفریب باغ کھلا ہے۔ ذرا میر تتلی کے کرتا کی گلکاریاں دیکھو۔ پھولوں کی عطر باریاں دیکھو

ذرا سوچو تو کیوں کومل کلی باغوں میں کھلتی ہے
میں وہ کون سی شگفتگی ہے جو پھولوں سے ملتی ہے
کہیں انداز سے کھلتے کہیں مرجھائے جاتے ہیں
بتاؤ پھول یہ بوٹوں کے ہم کو کیا سکھاتے ہیں

پھلی۔ ہاں پھول کھلتے ہیں۔ بہاروں میں اگر مارے خوشی کے اتاؤں پر جھومتے کھیلتے اور ہنستے ہیں۔

ساوتری۔ تو جس طرح یہ کھلتے ہیں۔ ہم کو بھی کھلنا چاہیئے۔ سب کی نگاہوں کو اسی شگفتہ دلی سے ملنا چاہیئے۔

یہ کھل کر جس طرح خوشبو کی دولت بانٹ دیتے ہیں
یہ صورت موہنی دکھلائے جیسے موہ لیتے ہیں
ہمیں بھی اسطرح نیکی کے دھن کا دان کرنا ہے
گلوں کی طرح کھل کر سب کا کلیان کرنا ہے

پھلی۔ سچ کہتی ہو۔ پھول اپنی خوشبو سے آپ کچھ فائدہ نہیں اٹھاتا ہے۔
ساوتری۔ وہ فرحت اور راحت دینے والی سگندھی دوسروں کو لٹاتا ہے۔

ے وُہ اپنی رُوح کے دریا بہا دیتا ہے دنیا میں
وہ جوہر اپنے جیون کو لٹا دیتا ہے دنیا میں

دُوسری۔ پھُول بھی بڑا اُپکاری ہے۔

ساوتری۔ دنیا پر اُس کا احسان بڑا بھاری ہے۔ اِسی پر بس نہیں۔ وُہ عطر بننے کے لئے بھٹیوں میں کھپتا ہے۔ تاکہ اپنی ناش ہو جانے والی خوشبو کو زمانے کی خاطر محفوظ کرے۔ وہ عطر بننے کے لئے آگ پر جلتا ہے۔ تاکہ روگیوں کو شفا دے۔ وہ ہاروں میں گندھ جانے کے لئے سوئی سے جگر کھدواتا ہے۔ وُہ اپنے پیارے وطن اور عزیزوں کو چھوڑ کر اپنے آپ کو شوقینوں کی سیج کا سنگار بناتا ہے۔

دُوسری۔ واقعی بڑا اُودمی اور دانا ہے۔

ساوتری۔ ے ہزاروں روپ سے وہ رنگ کو اپنے بدلتا ہے
ذرا اتنی سی جاں ہے اور کن نازوں سے پلتا ہے
مگر اوپکار یہ ہے کھولتے پانی میں گلتا ہے
ہمارا کام اُس سے دیکھئے کتنا نکلتا ہے
ہمارے واسطے مِٹتا ہے یہ احسان کتنا ہے
یہ چھوٹی سی ہستی ہے مگر بلیدان کتنا ہے

تیسری۔ راجکماری۔ اتنی بڑی شکھشا برسوں پاٹ شالا میں پڑھنے سے بھی نہ ملتی۔ ے
باتوں باتوں میں سکھایا ہے بڑا بھاری سبق
پُستکوں سے مل نہیں سکتا یہ ہتکاری سبق

ساوتری۔ تم کو بھی چاہیئے پھُول کی طرح اپنے جیون کو اُدار بناؤ۔ دُوسر دل

کی سیوا کے لئے آپ مٹ جاؤ۔ سنسار کیلئے شدھ گن کی سگندھی پھیلاؤ۔ پھول کی طرح پراوپکاری بن کر نیل لیش کی ادھیکاری بن جاؤ۔

بناں قیمت سگندھی اپنی دو سارے زمانے کو
لٹا دو دوسروں میں شدھتائی کے خزانے کو
جہاں پھیلی ہوئی ہو پاپ کی بدبو مٹا دو تم
سرشٹی کو تعطر آفرینی میں بسا دو تم

-گانا-

پھولوں کی طرح لطف دکھا دو بہار کا
بارش کی طرح نام مٹا دو غبار کا
زندہ دلی کے پھول بکھیر و جہان میں
نام و نشان ملے نہ زمانے میں خار کا
کانٹوں میں دھرم کرم کے الجھو تو اسطرح
بینکا نہ ایک بال ہو دامن کے تار کا
اوپکار کی نہ راہ سے پیچھے قدم ہٹے
مارگ میں ہو مقابلہ چاہے ہزار کا
دریا دلی تمہاری بھی دنیا میں عام ہو
جس طرح فیض جاری ہے گنگا کی دھار کا

(راجکمار پرتھوی سنگھ ساونتری کو دیکھ کر ورنے کی غرض سے معہ مصاحب کے داخل ہوتا ہے)

پرتھوی سنگھ۔ کیا یہی وہ اشوپتی کی راجکماری ہے؟
مصاحب۔ ہاں حضور اسی کی کیرتی و دکیسر کی کماری ہے۔

جس کی سُگندھ اُڑتی ہے دنیا میں چار سُو
وُہ شیل گُن کی راشی تمہارے ہے رُوبرو

پرتھوی سنگھ۔ روپ میں کتنا تیج ہے۔ لا دنیہ میں کتنی پوترتا ہے۔ یہ تو بیج مُچ
دیو کنیا ہے۔ یہ دیوی ورتے یوگیہ ہیں نمسکار کرنے یوگیہ ہے۔ یہ
سورگ کی الونک شکتی بھاگت کے بھگتی بھاؤ سے پیار کرنے یوگیہ
ہے۔

آتماؤں کے لئے آنند کی داتا ہے یہ
یہ ہماری اور تمہاری کیا جگت ماتا ہے یہ

مصاحب۔ یہ تو میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ آپ بھی دوسروں کیطرح اس
سُکماری کے تیج کو دیکھ کر فوراً نمسکار کرو گے۔ بھگتی بھاؤ سے
سنکار کرو گے۔ پتر پدوی کو سویکار کرو گے۔ آگے بھی جو راجکمار
اِس کو ورنے کی غرض سے آیا۔ اُس نے دیکھتے ہی بڑی عاجزی
سے چرنوں میں سیس جھکایا۔

دشا بگڑی ہوئی ہو لاکھ ورش سے مد بھرتی ہے
یہ وہ صورت ہے جو موہ باسنا کو ترپت کرتی ہے

پرتھوی سنگھ۔ دسا دتری کی طرف دیکھ کر، نمسکار ہو ماتا تم کو میرا نمسکار ہو

(جانا سب کا)

ایکٹ پہلا سین نمبر (۵)

استھان۔ راج محل

(نظارہ۔ راجہ اشوپتی اور مہارانی سرساوتی)

اشوپتی۔ کیا میں سمجھوں۔ کہ بدھاتا کی کارگری اور صنعت نے ہماری بیٹی ساوتری کے یوگیہ کوئی ور سرشٹی میں نہیں بنایا۔ اِس سندر سروپ اور خوشبودار پھول کو گرہن کرنے والا کوئی گلچیں اِس سنسار میں نہیں آیا۔ پرنتو۔ کتنا ظلم ہے۔ کتنا بڑا اندھیر ہے۔

جوہری ایسے جواہر کا طلب گار نہ ہو
جنس انمول ہو یہ اور خریدار نہ ہو

سرساوتی۔ جوان بیٹی کو گھر میں بٹھانا نرک باس کرنے کے سمان ہے۔ گھر میں جوان بیٹی اور کنواری چنتا اور کلیش کا اتی دکھدائی سامان ہے جیسے اٹھتے بیٹھتے چھاتی پر پتھر کی سل دھری ہے۔ ہائے اِس گھر جیون کی نیا بھی کس پاپ کے بوجھ سے بھری ہے۔

کرتو یہ اور کرم میں کچھ فرق ہو نہ جائے
دب جائے بوجھ سے یہ کہیں غرق ہو نہ جائے
بیٹی جوان گھر میں کنواری یہ ظلم ہے

سر دسو کے جلانے کو یہ برق ہو نہ ... جائے

شو پتی ۔ کیا کروں ۔ سو نمبر بھی رچا کر کیا کروں ۔ دیکھنے کے لئے دور دیشوں اور دو بیوں کے راجہ مہاراجہ ۔ مہاراج ادھیراج ۔ تاجدار اور رجکمار آئے ۔ نہ جانے کیا دیوی شکتی پائی ہے ۔ کسی نے بھی اُس کی طرف آنکھ نہیں اٹھائی ہے ۔ اوّل تو قابل ور نہیں ملتا ۔ اور جو ملتا ہے گرہن کرنے کی کلپنا میں ہی نہ جانے اُس کا جگر کون سی خفیہ چھری سے چھلتا ہے ۔

بگاڑا ہے دیو نے کسطرح گھر اپنا سدھرے گا
نہ جانے بھار یہ کندھوں سے میرے کیسے اترے گا

سا وتی ۔ پروہت بھی دیش دیشانتروں میں گھوم کر آ گیا ۔

شو پتی ۔ نہ جانے کنیا کے لگن کا ستارہ کس منحوس دِشا میں آ گیا ہے ۔

سا وتی ۔ جوان بیٹی کو اور زیادہ گھر میں بٹھانا ۔ ندی کے کنارے آبرو کا پیڑ لگانا ہے

شو پتی ۔ اور عزت کا جگ ہنسائی کا نشانہ بنانا ہے ۔

سا وتی ۔ کس کے اختیار کی بات ہے ۔

شو پتی ۔ چاروں طرف شوک اور چنتا کی اندھیری رات ہے ۔

سا وتی ۔ نہ جانے اُس کے لگن چندر کے گھر میں کون سا راہو انواس کرتا ہے ۔ نہ جانے پارنی کے سمان ساوتری کا بر کون سے کیلاش پر باس کرتا ہے ۔

شو پتی ۔ سنتان نہ تھی تو وہ دکھ تھا
برسوں چنتا میں بیت گئے

گرہ دِشا جو بھاگوں سے سُدھری
اَور ہم وہ بازی جیت گئے
اب یہ چنتا دُکھدائی ہے
کنیا کو ور کا گھاٹا ہے
لگ گیا ہے وہ گھُن چنتا کا
رگ رگ کے خون کو چاٹا ہے

مہرساوتی ۔ (سامنے ساوتری کو آتا دیکھ کر) دیکھو کیا خوبصورت یُواپن ہے مانو پھولوں کا رس کنول کے سُنہری پاتر میں بھر پُور ہے ۔ یا بہار کا خوش انداز رقاصہ گلاب کی پتیوں پر نرتیہ کر کے مغرور ہے ۔ آہ کیسی کیسی کلچھنی اَور کورُوپ کنیاؤں کو سندر ور مل جاتے ہیں ۔ اور نش کلنک پھول جوانی کی بہار اپنے آپ کو ہی دکھا کر مرجھائے جاتے ہیں

جو یوگ کی رچنا رچتا ہے کیا وہ نِٹھرا نیائی ہے
کلیوں کو بھی دُکھ دیتا ہے کتنا کٹھور دُکھدائی ہے
جو ایسے جوہر کو پرکھے کیا کوئی لشر دنیا میں نہیں
میری بیٹی کے حصّے کا کیا کوئی ور دنیا میں نہیں

(ساوتری کا داخل ہونا)

ساوتری ۔ ماتیشوری پرنام ۔ پتاجی نمسکار ۔ ماتا تم نے مجھے یاد کیا ؟

اشوپتی ۔ ہاں بیٹی میں نے بلوایا ۔ دیکھو ۔ تم اب سیانی ہو ۔ گن ۔ شیل اَور سو بھاؤ میں شاکشات بھوانی ہو ۔ تم جانتی ہو کہ ماں باپ جنم دیتے ہیں کرم نہیں دیتے ۔

ان دھن دینگے دیا دینگے ماں باپ ہیں کیا کیا دینگے

لیکن جب دوش ہو کرموں کا سو بھاگ وہ کسکا لا دینگے

سُرساوتی۔ ستیہ ہے۔ پتاجی۔ ماں باپ بچوں کے بھلی پرکار پالن پوش کرنے کا فرض بجا دیتے ہیں۔

ساوتری۔ اور گرہست آچاری بننے کے قابل بنا دیتے ہیں۔

ہے جو کچھ ہاتھ میں اُن کے وہ سب کچھ ہیں بنا سکتے
مگر ماں باپ کرموں کے نہیں پھل کو مٹا سکتے

اشوپتی۔ بیٹی۔ تم اونچ نیچ کو جانتی ہو۔ تم نے بڑی دہرم شیلتا سے برہمچریہ کی آیو سماپت کری۔ گرہست آشرم میں پرویش کرنے کی یوگتا پراپت کری۔ ہماری خواہش ہے۔ کہ اب تم گرہست دہرم کا دھار کرو۔ جس پددی کو تمام کنیائیں سوئیکار کرتی ہیں۔ تم بھی اُسکو سوئیکار کرو

جو ڈھونڈتے ہیں اُن کو اچھا گھر نہیں ملتا
ہمیں تو یہ بھی مشکل ہے کہ کوئی ور نہیں ملتا

سرساوتی۔ لجا مت کرو۔ ماں باپ کی سہائیتا کرو۔ سوئمبر کی ریتی نو پراچین ہے۔ جیون کا اچھا بُرا ساتھی بنانا تمہارے اپنے آدھین ہے۔ اس مہان کارج کو ہی اچھی طرح کر سکتا ہے۔ جس نے اپنے بھولشیہ و مستقبل کو بنانا ہے۔ اپنے لئے پتی کے انتخاب کا حق بیٹیوں کے لئے بہت پرانا ہے۔

جو اپنے من کی کرتے ہیں بڑے دکھدائی ہوتے ہیں
جو یہ حق چھین لیں بیٹی سے وہ انیائی ہوتے ہیں

ساوتری۔ میں کس طرح ماتا پتا کی اس چنتا کو دور کر سکتی ہوں؟

اشوپتی۔ ہم نے تمہارے لئے تیرتھ یاترا کا پربندھ کر دیا ہے۔ جاؤ تیرتھ یاترا

سے اپنا جیون بھی سپھل کرو۔ اور ہماری یہ مشکل بھی حل کرو۔

مجھے وشواش ہے دیوی کا بر یونہی نہ جائیگا
تمہارا ڈیگ تم کو سورگ کی رانی بنائے گا
مہاں کارج ہے یہ اور جاگیہ کے انوسار ہوتا ہے
جو پھل مشکل سے حاصل ہو وہ لذت دار ہوتا ہے

سرساوتی۔ ایشور یہ نیم بڑا ہی سرل تماشہ ہے۔ جگت کرتا نے ہر ایک ہیرے کو اس کے زیور کے مطابق تراشا ہے۔ جس نے چاند کی چھٹا کو منورم بنایا ہے۔ اس نے چکوروں کو بھی اس کے پریم کا دلدر دیا ہے۔ جس بھگوان نے تمہارے شیل دھرم کے پھول کو سرشٹی کے باغ میں کھلایا ہے۔ اس نے اس پھول کی خواہش کرنے والے بھنور کو بھی ضرور کسی نہ کسی کنول کی اوٹ میں چھپایا ہے۔ جاؤ۔

گانا

ہر جگہ سہاگ تیری وہ پارپتی ہو
جاؤ میری اسیس ہے سو بھاگیہ وتی ہو

آواز

سین کا ٹرانسفر ہونا

نہایت ہی عمدہ اور نفیس رتھ پر ساوتری سوار ہوتی ہے اور باجے گاجے بجتے اور پھولوں کی بارش ہوتی ہے۔

ایکٹ پہلا سین نمبر (۶)

استھان - تپوبن

نظارہ - ستیہ وان رِشی کمار کے لباس میں گئوئیں چراتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔

گانا - (ستیہ وان کا)

یہ نصیب جب نہ بدل سکے
کوئی کیوں غموں سے جلا کرے
یہ کسی کے بس کی ہے بات کیا
کوئی کیا کسی کا گلہ کرے
جنہیں جنم محلوں میں تھا ملا
انہیں بن کا باس نصیب ہے
نہ جو ریکھ ہاتھ کی مٹ سکے
تو ہنر کسی کا بھی کیا کرے
یہی ایک کام کی چیز ہے
جو رکھی بدھاتا نے ہاتھ میں

جو بشر کے ہاتھ میں کرم ہو
تو کوئی نہ دین ہوا کرے

جو لکھا گیا ہے نصیب میں
وہ مٹا سکے نہ نصیب بھی

جو بُرا ہے وقت نہ ٹل سکے
کوئی لاکھ دارو دوا کرے

یہی تجربے نے سکھا دیا
یہی زندگی سے سبق مِلا

کہ جہاں تک آدمی کر سکے
نہ کسی بشر کا بُرا کرے

(نثر) وہ راج اور اُس کے سارے بھوگ سوپن کا ایک خیالی سنسار تھا۔ جس میں نہ ستھرتا تھی نہ کچھ سار تھا سارے دل۔ اب اُن بھوگوں کی کلپنا کرنا۔ ناحق چِنتا کی آگ میں جلنا ہے۔ دِن کا آخری کھیل اُس کا ڈھلنا ہے۔ اب ماتا پتا کی سیوا ہی تربھون کا راج سمجھو۔ لوک کلیان کو اپنے جیون مُول کا بیاج سمجھو۔

یہ جیون ہے بڑا اُدتم نہ بندا ہے نہ چِنتا ہے
نہ شوک ہے آتما کو اور نہ کچھ من کو ملتا ہے
نہ دھن ہے اور نہ خطرہ ڈاکوؤں کے لوٹ لینے کا
جو دانا ہے اِس حالت کو بڑا انمول گِنتا ہے

{ ایک اونچی چٹان پر بیٹھ جاتا ہے
پریم داس اور دھرم داس کا داخل ہونا }

پریم داس ۔ اوہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی سمراٹ راج سنگھاسن پر بیٹھا ہے۔

ستیہ وان ۔ ہاں بھائی بن میں رہ کر جوبن کا راج بھی نہ ہوگا۔ تو کچھ نہ کیا۔ میں تو بن کو اپنا وِشال سمراجیہ سمجھتا ہوں۔ ندی کے تٹ کی چٹانیں پوجا کا آسن ہیں۔ آبشاروں سے دھوئی دھائی شِلائیں راج کرنے کا سنگھاسن ہیں۔ داس اور داسیاں سیوا برادری میں ہیں۔ چھ موسم طرح طرح کے پھل پھول آ بجانے کی تیاری میں ہیں۔ ؎

ہیں جل بھرنے کو بادل اور ہوا پنکھا جھلاتی ہے
ہماری سیج کی خاطر صبا کلیاں بچھاتی ہے
بھرمن کرنے کو بن کنجیں تو امرت پان کرنے کو
عجب تنہائی کا عالم ہے اُس کا دھیان کرنیکو

دسہرم داس ۔ بن میں رہ کر۔ فقیری لباس پہن کر بھی راجاؤں کے سے وچار ہیں۔

پریم داس ۔ آخر تو راجکمار ہیں۔

دسہرم داس ۔ ہاں اُجڑی ہوئی بہار ہیں۔

ستیہ وان ۔ کس کا راجہ اور کہاں کا راجکمار۔ جس کا دل اُدار ہے۔ وہی راجہ ہے۔ یہاں تو نہ کوئی چھوٹا ہے نہ بڑا ہے۔

دسہرم داس ۔ چھوٹائی بڑائی تو ابتدا سے چلی آتی ہے۔

پریم داس ۔ کرموں کی گتی کسی کو راجہ اور کسی کو رنک بناتی ہے۔ ایک پھول شاہی باغ میں کھل کر نویوتیوں (نوجوان عورتوں) کے گلے کا ہار ہوتا ہے تو دوسرا پربت کی چوٹی پر کھل کر بیکار پژمردگی کا شکار

ہوتا ہے۔

جہاں ہے دھوپ کی ہستی وہاں سایہ بھی ہوتا ہے
جہاں غم ہے وہاں راحت کا سرمایہ بھی ہوتا ہے
یہ سرشٹی جب تک ہے قائم یہ تب تک کھیل رہتا ہے
چھوٹائی اور بڑائی کا ہمیشہ میل رہتا ہے

ستیہ وان۔ تم نے کیا کہا۔ پھول کس کے گلے کا ہار ہوتا ہے!

پریمداس۔ دیوتیوں کے گلے کا۔

ستیہ وان۔ برہمچاری کے لئے ایسے لفظ کا اچارن کرنا بھی خطرناک ہے برہمچاری تو وہی ہے۔ جس کا دماغ وشئے واسنا کے تمام وکاروں سے پاک ہے

پریمداس۔ یہ تو ایک پرمان ہے

ستیہ وان۔ یہ سب گرہستیوں کی دل لگی کا سامان۔ گورو جی نے اس دن کیا بتایا تھا!

دھرمداس۔ کہ برہمچاری کو خواب میں بھی ناری کی صورت نظر نہیں آتی۔ کوئی بامنا کبھی اس کے خیال کو نہیں ٹھکراتی۔ پھول کو توڑنا یا سونگھنا بھی اس کے لئے عیب داری ہے۔ برہمچاری وہی ہے۔ جو رنگین کپڑے پہننے سے بھی عاری ہے۔

ستیہ وان۔ برہمچریہ پالن کرنا کوئی مذاق تھوڑا ہے۔ شدھ اور تھوڑا بھوجن کھانا۔ من کے سرکش گھوڑے کو اچھا انوسار چلانا۔ گرہست کی نیرنگیوں کو دھیان میں نہ لانا۔ گندے اپنیاس (ناول) یا گرنتھ کو ہاتھ تک نہ لگانا۔

نہیں کوئی تماشہ مارنا ہے یہ جوانی کا
یہ بند کرنا کمنڈل میں ہے اک دریا کے پانی کا
ذرا چل جائے من تو کھیل برسوں کا بگڑتا ہے
بڑی مشکل سے رہتا ہے یہ جوہر زندگانی کا

پریمداس۔ جس دن کوئی تیر چل گیا۔ تو ہم برہمچرج کی قیمت بتا دینگے۔

(نرمل داس کا داخل ہونا)

نرمل۔ چلو بھائی۔ گورو جی بلاتے ہیں۔

ستیہ وان۔ تم سب چلو۔ میں گئوئیں گھیر کر لاتے ہوں۔ تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔

{ سب جاتے ہیں ستیہ وان درختوں کی اوٹ میں ہو جاتا ہے۔ ساوتری داخل ہوتی ہے اور اچانک ہی اسکی نگاہ ستیہ وان پر پڑتی ہے }

ساوتری۔ سوم تیرتھ پر رشیوں نے جس سکمار کا ذکر کیا تھا۔ وہ یہی تو ہیں۔ کیسی اٹوٹ جیوتی ہے۔ کیسا آبدار موتی ہے۔ یاترا میں بڑے بڑے روپ وان راجاؤں کو دیکھا۔ اُن کی سندر اور لپشٹ بھجاؤں کو دیکھا۔ اُن کی مست اور رسیلی نگاہوں کو دیکھا۔ پرنتو۔ اِسکے ماتھے پر کچھ عجیب چمتکار ہے۔ اِس حسن کے باغ پر کچھ نرالی بہار ہے۔ انگ انگ سے پورنتا آشکار ہے۔ ؎

سب ظاہری نمود تھی دشیوں کا مول تھے
وہ یاسمن کے بھیس میں شاخِ ببول تھے
سندر سُروپ لاکھوں نگہ ہین تھے مگر

باغوں کا پھول یہ ہے وہ کاغذ کے پھول تھے

(ستیہ وان پھر ظاہر ہوتا ہے)

آہا۔ برہمچرج کا تیج مکھ منڈل پہ سورج کی شوخ کرنوں کی طرح چمکتا ہے آنکھوں سے حیا اور شرافت کا میٹھا رس ٹپکتا ہے۔ جیسے کوئی پھولوں کی آوارہ خوشبو مجسم ہو کر بن کنجوں میں چہل قدمی کر رہی ہے۔ ہر ایک ادا میں مستی۔ شوخی اور نفاست بھری ہے۔ قد و قامت کیا ہے۔ محبت کا ایک ساز ہے۔ جس سے پریم کے نغمے نکلتے ہیں۔ انداز کیا ہیں۔ مانو نظر نہ آنے والے سو کھشم پھول مہکتے ہیں۔ سے

میرا دل چھینے لیتی ہے عجب ایشور کی مایہ ہے
بدھاتا نے رُخِ زیبا بھی کیا سندر بنایا ہے
کھچی جاتی ہے دل کے ساتھ ساری روح کی ہستی
یہ کیا سب کھیل قدرت نے میری خاطر رچایا ہے

ستیہ وان۔ (ساوتری کو نہ دیکھ کر محبت کے اثر اور آکرشن کے بس ہو کر) یہ ایک عجیب قسم کی خوشبو کے ہلکے ہلکے جھونکے کہاں سے آ رہے ہیں۔ کیا کسی خودرو چشمے کا متموج پانی ہلکورے لے رہا ہے۔ دل کیوں ایک مضطرب لہر کی مانند تڑپ رہا ہے۔ سے

اک روشنی کی دل پہ تصور پڑ گئی ہے
جیسے لطیف کوئی زنجیر پڑ گئی ہے
روح کھینچتا ہے کوئی دل کو موستا ہے
دل کو کہے بے قراری یہ بھید ہے تو کیا ہے

(ساوتری کو دیکھکر) ہیں جہاں داغداری کا نام نہیں۔ جس بے لوث مرسشٹی میں

آلودگی کا کام نہیں۔ جہاں شار یرک یا مالسک ایوتر تا دخل نہیں پا سکتی
جس دنیا میں شدھتا کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں آ سکتی۔ وہاں یہ استری
کون ہو سکتی ہے ؟ نہیں۔ برہمچریہ کے تیج کے آگے بھسم ہو جاتی۔
دلیرا ہے ؟ نہیں۔ اِس تپوبن میں کبھی نہ آتی۔ ضرور کوئی دیو کنیا ہے۔
صبح چہرہ اندھیری رات میں چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ آنکھوں کے
دو بڑے بڑے کٹوروں میں مدھو کا امرت چھلک رہا ہے۔ بالوں کے
سنہری گچھے اپنی لچک اور پونچ سے سنبل کو شرماتے ہیں۔ بن کے پھول
ان گلابی ہونٹوں کو دیکھ کر مارے شرم کے پانی پانی ہوئے جاتے ہیں۔

عجب انداز سے کندھوں پہ اپنے بال ڈالے ہیں
میرا دل چھین لینے کو ہزاروں جال ڈالے ہیں
یہ دل پتھر تھا لیکن چھید ڈالا ان نگاہوں نے
یہ کیا جانوں نگاہیں تیر ہیں خنجر ہیں بھالے ہیں

ساوتری۔ (دل میں) رشیوں نے کہا تھا۔ تم کو اسی تپوبن میں من کا منورتھ ملیگا !
تمہارے دل کا غنچہ اسی فضا میں کھلے گا۔

ستیہ وان۔ (دل میں) ایک پجاری نے سچ کہا تھا۔ جس دن تیر چل گیا۔ برہمچرج
ساری چوکڑی بھول جائے گا۔

ساوتری۔ (خود بخود) گنوں کی محبت سچا انوراگ ہے۔

ستیہ وان۔ (خود بخود) پریم بھی کیا ہی سریلا راگ ہے۔

ساوتری۔ کیسی پیاری ہے۔ پھولوں کی خوشبو اور لہروں کی روانی ایک جگہ
اکٹھی ہو کر یہ سُندر تصویر بنی ہے۔

ستیہ وان۔ چنبیلی کی زردی۔ گلاب کی خوشنمائی۔ چاند کی چاندنی۔ کا معالجہ جمع

ہو کر یہ کیسی شاندار اور پیاری تمیز بنی ہے۔

ساوتری۔ ؎ آنکھ کہتی ہے اسی تصویر کو دیکھا کروں
دل کا کہنا ہے نظر کے تیر کو دیکھا کروں
دیدیا ہے دل مگر ڈر ہے کہ رسوائی نہ ہو
یہ کسی جادو کی ساری کارفرمائی نہ ہو

[ہمولی نرملا جو باتراہیں ساتھ آئی ہے داخل ہوتی ہے۔]

نرملا۔ اوہو۔ یہاں تو پریم کا وارتالاپ ہو رہا ہے ساوتری کیا دیکھا؟

ساوتری۔ کچھ نہیں۔

نرملا۔ یہاں کون تھا؟

ساوتری۔ کوئی نہیں۔

نرملا۔ باتیں کس سے کر رہی تھی؟

ساوتری۔ دل سے۔

نرملا۔ ذرا دیکھوں دل ہے بھی یا نہیں۔ (سینے پر ہاتھ رکھ کر) یہاں تو کچھ نہیں۔

ساوتری۔ کیا کچھ نہیں؟

نرملا۔ یا مالی ہے۔ اور گھر خالی ہے۔ ؎

تمہیں بھی خبر ہے کہ کیا لے گیا ہے
کوئی دل کی پونجی چرا لے گیا ہے
ادھر سحر انگیز آنکھیں دکھائیں
ادھر مال اصلی اڑا لے گیا ہے

ساوتری۔ نرملا۔

نرملا۔ ہاں ہاں۔ کہدو۔ کوئی ہرج نہیں۔ جس نے تمہارا دل لیا۔ جس نے
تم کو درد کا خوگر بنایا۔ جس نے تم کو پریم کا سبق پڑھایا۔

ساوتری۔ وہ رشی کمار دراصل پدھرشٹ راجہ دیومت سین کی آنکھوں کا تارا
ہے تمہارے جیسی رتی کو درنے کے لئے کامدیو کا روپ دھارا
ہے۔

تمنا دل کی نکلی اب نصیبوں کا گلہ کیسا
یہ جیسی تھی انگوٹھی اُسکو ہیرا بھی ملا دیسا

ساوتری۔ جاؤ منتری کو کہہ دو۔ ہماری تیرتھ یاترا ہو چکی۔ اب ہم گھر کو
چلیں گی۔

نرملا۔ ہاں۔ جس نے پریم تیرتھ کی یاترا کرلی۔ وہ کسی اور تیرتھ پر کیوں
جائے گا۔

جو اِس دریا میں ڈوبا پھر نکلنا اُسکا مشکل ہے
جہاں ڈوبا وہیں ڈوبا سمجھتی کیا ہو یہ دل ہے
مُرادیں ہوگئیں پوری چلو اب یاترا ہو لی
بڑی انمول تم نے جنس دل کے وزن کی تولی

گانا (نرملا کا)

وہ دل کو تسلی یہی دلدار ملے گا
دل نے جسے ڈھونڈا وہی بھرتار ملیگا
قسمت کے بغیر ایک بھی ہاتھ آئے نہ ذرہ

جو کچھ بھی ملا بھاگیہ کے انوسار ملے گا
انمول اگر جنس ہے کیا مول کی چنتا
اس جنس کو دھنوان خریدار ملے گا
تم بھی تو سوشیلا ہو شرمدار کے گل کی
کل ونت پتی تم کو حیادار ملے گا
یہ پھول بنے گا اسی گلزار کی زینت
بلما بھی تمہیں یہ ہی طرحدار ملے گا
(ساوتری کی آنکھیں ستیہ وان کی تلاش کرتی ہیں)

نرملا۔ اب یہاں کیا دیکھتی ہو۔ ؎
جن کا قابو پڑ گیا وہ دل چرا کر چل دیئے
دیکھ کر نادان دیوانہ بنا کر چل دیئے

ساوتری۔ ؎ چلدیئے ہیں وہ تو پھولوں میں مہکتا کون ہے
پتے پتے ذرے ذرے میں چمکتا کون ہے

سین ٹرانسفر

تمام بوٹوں اور درختوں کا ٹرانسفر ہو کر ستیہ وان کی تصویر بن جانا۔ پریمی کی آنکھوں میں ہر طرف پریمی کی صورت دکھائی دینا۔ عجیب و غریب ٹیبلو۔

ڈراپ

ایکٹ دُوسرا سین نمبر(۱)

استھان جنگل کا راستہ

[رشی نارد کا بینا بجاتے اور ہری بھجن کرتے داخل ہونا۔]

—گانا—

رے نر یاد کر اپنا دیسا
یہاں تیری ہے سدھ بدھ بسری آن پھنسیو پر دیسا
اب ہی جیت ہیت کر گھر سوں، ست گورکے اپدیسا
رے نر یاد کر اپنا دیسا
کون دیس سے آئیو ہنسا۔ کبھی نہ کیا اندیسا
آن پڑیو تو موہ پھند میں۔ کال گہیو سر کیسا
رے نر یاد کر اپنا دیسا
کہا کہہ آئیو کہا کرت ہے۔ کہیں بھوے پردیسا
اب بھی مان دہاں چل ہنسا۔ جنم نہ ہوت ہمیسا

رے نر یاد کر اپنا دلیا

(شارد کا داخل ہونا)

شاردو مُنی ور۔ آج مرتیو لوگ میں کیسے آ گئے! دیولوک بھر من سے اُکتا گئے؟

نارد۔ کیا اُکتا گئے۔ ادھیکاری جیو کو چین کہاں آرام۔ ایک جگہ مقام کہاں۔ مرتیو لوک میں بھی کبھی کبھی ہری گن گان سنانے آ جاتا ہوں کسی نر کسی کی بگڑی بنا جاتا ہوں۔ ے

کسی نردوش کو جب دیکھتا ہوں نشٹ ہوتا ہے
تو میری آتما کو کیا کہوں کیا کشٹ ہوتا ہے
کسی معصوم کا دُکھڑا میرے دل کو دکھاتا ہے
مدد کے واسطے دامن پکڑ کر کھینچ لاتا ہے

شارد۔ آج بھی کسی دُکھی دل کا دکھڑا کھینچ لایا۔ کس نے بینا کے تاروں کو ہری بھجن کا راگ بھلایا؟ ے

کوئی سادھو رشی ہے بال ہے یا کوئی بالا ہے
کسی پر کیا ہوا ہے ظلم یا کچھ ہونے والا ہے

نارد۔ ہاں ایک نردوش اتی سندر سُروپ بالا۔ جس نے اپنے وناش کے سانپ کو آستین میں پالا ہے۔ ایک ابلا نے ایک ایسے یوا (نوجوان) کو اپنا تن من دے ڈالا ہے۔ جو بہت جلدی اس دنیا سے کوچ کرنے والا ہے۔ ے

جو وہ کرنا چاہتی ہے کرم وہ ہانی کا ہے
وہ پکڑتی ہے جسے وہ بُلبُلا پانی کا ہے

شارد۔ وہ ابلا کون ہے!

نارد۔ ابلا راجہ اشوپتی کی راجکماری

شاردا۔ وہ یوا کون ہے؟

نارد۔ راج دلش کا ایک بال برہمچاری۔ پدبھرشٹ راجہ دومت سین جو دشالکھا ندی کے کنارے ایک آشرم میں رہتے ہیں۔ اُن کی ممتا کا ادھیکاری

شاردا یوا کے گن اور شیل کو دیکھکر اُس شیل ونتی نے اُس کو دل دیا ہوگا۔ جو آنکھوں کو بھایا وہی دل نے پسند کیا ہوگا۔ گنوں کا پریم تو لافانی ہے۔ اِس میں کیا ہانی ہے؟

نارد۔ مجھے تو اُن رشی لوگوں کی بدھی پر ہنسی آتی ہے۔ بیچاری معصوم ابلا کو ایک الپ آیو (کم عمر والے) لڑکے کا گھر دکھا دیا۔

شاردا پرنتو بدھاتا کا لکھا ہوا کس نے مٹا دیا؟

نارد۔ تو تم ہی بتاؤ۔ آنکھوں سے دیکھ کر کس نے زہر کھالیا!

شاردا۔ اب اِس کا علاج؟

نارد میں تو اوش اپنا کرتویہ پالوں گا۔ یتھا شکتی اِس ناطے میں وگھن ڈالوں گا سمجھاؤں گا۔ سیدھا رستہ دکھاؤں گا۔ راہ پر لاؤں گا۔ کسی نے نہ مانا تو اپنا فرض بجا کر لوٹ آؤں گا۔

اگر دیکھیں کوئی نردوش ہے گرتا ہے کھائی میں
ہمارا فرض ہے کوشش کریں اُسکی بھلائی میں
ضرورت میں اگر اوپکار میں باندھیں کمر اپنی
فرق کچھ آنہیں جاتا ہماری پارسائی میں

شارد۔ یہ تو بڑا ہی نیک کام ہے۔

نارد۔ اِس پر بھی نارد بدنام ہے۔ کہ ہر کہیں پھوٹ ڈلواتا ہے۔ کاج کو اکاج کرنے کے لئے فوراً دوڑ جاتا ہے۔ تم ہی کہدو۔ کنویں میں گرنے والے کو کہہ دیں۔ کہ بھائی آنکھیں موند کر چلے گا۔ تو ضرور کنویں میں گریگا کہو ہم نے کیا شرافت کی۔ کس کی کھوپری کس سے بھڑائی۔ کہاں لگائی۔ کیسے بجھائی۔ افسوس دُنیا کو اب بھی عقل نہ آئی۔ سہ

جو ہت کی بات کرے کوئی اُسکو خود غرض بتاتے ہیں
جو کچھ بھی دخل نہیں دیتا اُسکو مغرور بتاتے ہیں
جو کوئی نصیحت کرتا ہے تو اُس کے سر ہو جاتے ہیں
پیچھے آئیں تو لات جڑیں آگے ہوں کاٹنے آتے ہیں
پر اوپکاری سے دُنیا کے سب لوگ ہی ٹھٹھا کرتے ہیں
کیا کریں طبیعت ہے اپنی ہم تو دُنیا سے ڈرتے ہیں

گانا (نارد کا)

ہم تو اُپکار کے دریا ہیں۔ اُپکار کی دُھن میں بہتے ہیں
جو ہمیں پتھر کی کھاتے بھی کچھ نہیں زبان سے کہتے ہیں
جو پیڑ کھڑے ہوں جنگل میں۔ اُپکار میں ہر دم رہتے ہیں
اوروں کو دیتے ہیں سایہ۔ خود دھوپ اور بارش سہتے ہیں
سنہ دھیلا مارے جو ہمیں دیں اُسکو پھل دان
اپنا تن کٹوائے کر کریں لوگ کلیان
پنچ سوارتھ کے کارنے سیو کرے سنسار

بن سوارتھ سیوا کرے سو بھاوے کرتار

ہم تو اوپکار کے دریا ہیں۔
اُوپکار کی دھن میں بہتے ہیں۔

(جانا)

ایکٹ دوسرا سین نمبر (۲)

استھان۔ دربار

نظارہ۔(ساوتری نیتر تھدیا تزا سے لوٹ کر آئی ہے۔ ایک خاص دربار کیا گیا ہے۔ اشوپتی۔ ساوتری۔ امیر اور وزیر سب بیٹھے ہیں۔ پردہ اٹھتے ہی نارد منی کی بینا بجنے کی آواز سنائی دیتی ہے)

آواز

جب تک سانچ نہ آوے اپنے
تب تک رام نہ پاوے سُپنے۔ جب تک
(آکاش مارگ سے نارد جی کا اُترنا)

نارد۔ (داخل ہوکر)

گانا

جب تک سانچ نہ آوے اپنے
تب تک رام نہ یاد سے سُپنے۔ جب تک
من کا منکا پھیرا ناہیں
کیا مالا کے جپنے ۔۔ جب تک
ہردا شدھ ہوا نہیں مُورکھ
کیا دھرتی کے تپنے۔ جب تک
جیٹھ ماس جنگل جا بیٹھے۔ کیا بھبُوت دھپ کے تپنے ۔۔ جب تک
کہیں نارد نہیں ہری جن کو۔ ایک پلک کے چھپنے ۔۔۔ جب تک

اشوپتی ۔۔ (سنگھاسن سے اتر کر اور ہاتھ جوڑ کر) اہو بھاگیہ۔ برہما کمار ادر
دین داسوں پر اتنا بڑا اُپکار۔ سد
بڑی ہی خوشی ہے شاہیں اے مُنی ور گرہ ہمارے ہیں
ہے قسمت کی بڑائی آپ سو کم ہی پدھارے ہیں

نارد۔ کلیان ہو۔ آیشمان ہو

اشوپتی برا جیئے۔ انوگرہ کیجئے۔ چرن پوجن کا سوبھاگیہ دیجئے۔
(نارد کو سنگھاسن پر بٹھاتا)

نارد آج کا سماگم بڑا ہی آنند دائک ہے

اشوپتی۔ اور آپ کا انوگرہ (احسان) ہی اس ناٹک کا نائک ہے۔
(منتری سے)
کہو منتری جی تیرتھ یاترا کی کہانی

منتری۔ وہ تو آپ نے سن لیا راجکماری کی زبانی۔
{ سونے کی طشتری میں رکھ کر ستیہ وان
کی جنم پتری دینا }

اشوپتی۔ کیا ہے ؟

منتری۔ ہماری ساری کوششوں کا نتیجہ۔ بڑے پریشرم کے بعد بدھاتا کا دل پسیجا۔ وِشاکھاندی کے کنارے اُس پوتر استھان پہ جہاں کبھی مُنی بششٹ نے وِشرام کیا۔ ہم نے بھی ایک رات کے وہیں قیام کیا۔ وہیں راج بھرشٹ راجہ دیومت سین پتنی اور پتر سمیت رہتے ہیں بڑا ہی رمنیہ استھان ہے۔ وِشاکھا کی وِشال دھارا کے ساتھ ساتھ آنند اور شانتی کے دریا بہتے ہیں۔ یہ انہیں اندھے راجہ کے کنور کی جنم پتری ہے۔

اشوپتی۔ راجکماری کا بھی وِرشٹی ملاپ ہوا !

منتری۔ بڑی دیر تک وارتالاپ ہوا۔ راجکماری نے ہر طرح ستیہ وان کو لائق پایا۔ بڑا ہی روپ وان۔ گنوان اور ودوان داماد آپکے ہاتھ آیا۔ اور جو راج تاج کا گھاٹا ہے۔ دھن اور ویبھو تو ہے۔ صرف چلتی پھرتی چھایہ۔

ابھی پاس ہی نہیں پھوٹی ابھی دھن پاس ہوتا ہے
جو سب کا داس ہے اُس کا زمانہ داس ہوتا ہے
ذرا سی دیر میں ہوتی ادھر سے ہے اودھر مایہ
ابھی تیاری تلک کی ہے ابھی بنباس ہوتا ہے

اشوپتی۔ غنیمت ہے۔ کہ ساوتری نے من بھاتا ور پایا۔ اور دولت نے تو جتنیہ

کس سے یارانہ نبھایا۔ ہماری ہی کیا خبر کل کیا سے کیا ہو جائیں
ہم اُن کی اور وہ ہماری پدوی پائیں۔ ؎

یہ دُنیا ہے نہیں قائم ذرا بھر بھی کہیں رہتی
یہ کیا ہوگی ہماری یہ کسی کی بھی نہیں رہتی

پروہان۔ اور پھر آپ کے پاس دھن کی بہتات ہے۔ داماد کو دھنی بنا دینا تو ایک معمولی سی بات ہے۔

نارد۔ ٹھیک ہے۔ ؎

جو چُھو جاتا ہے پارس سے تو زر ہوتا ہے پتھر بھی
تم اتنا دان کر دو گے کہ بھر جائیگا وہ گھر بھی

اشونتی۔ سچ ہے۔

نارد۔ جیسا نام ستیہ وان ہے۔ ویسا ہی ستیہ وادی گنوان اور بلوان ہے۔ سورج کی طرح تیجوی اور برہسپتی کی طرح بدھیمان ہے اندر کی طرح بل شالی اور پرتھوی کی طرح شیل وان ہے۔ ؎

سمندر ہے وہ دل کا خوبیوں کا بھی دھنی ہے وہ
اگر سکھا رہیں سب رتن تو چنتا منی ہے وہ

منتری۔ ایشور بھگتی میں بے مثال ہے۔ تو پتر بھگتی بھی کمال ہے۔

نارد۔ پدبھرشٹ دشا میں رہ کر بھی راجاؤں کی سی آن بان ہے بیچا یوگیہ دان کرنے میں شکتیمان ہے۔ پنڈ ریک اور سرون کیطرح ماں باپ کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ رشیوں اور سادھوؤں کی رات دن سیوا برادری کرتا ہے۔ صورت ایسی ہے۔ کہ چاند اور سورج سامنے

آتے لجاتے ہیں۔ چھٹا کے سنمکھ ہوتے باغوں کے پھول پھیکے پڑ جاتے ہیں۔ نمرتا بھی ہے۔ سچائی بھی ہے۔ سہن شیلتا بھی ہے نیک کمائی بھی ہے۔ نیک دلی ہے۔ تو شیریں زبانی بھی ہے۔ پریم بھاؤ ہے۔ تو گیانی بھی ہے۔

سے

ہے قابل ہر طرح سے اور ہر اک گن میں ہمین ہے
یہ سندر موتی ہے اور وہ سند سنگھاسن ہے

اشوپتی۔ پرنتو چندر میں بھی تو داغ ہے۔

نارد۔ گن شیل کی کہو تو وہ بالکل بے داغ ہے۔ پرنتو جس میں کبھی خزاں نہ آئے۔ وہ کون سا باغ ہے۔

اشو۔ کوئی دوش؟

نارد۔ صرف ایک۔

اشوپتی۔ کون سا؟

نارد۔ سے

جو مجھ سے بات پوچھو تو بڑی موزوں جوڑی ہے
مگر کنیا چر آیو اور اُس کی عمر تھوڑی ہے

اشوپتی۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔

نارد۔ میں نہیں۔ جنم پتری کے گرہ یہی بتلاتے ہیں۔ آج سے پورے ایک برس بعد جیون کا پھول مرجھا جائے گا۔ جوبن اور جوانی کی لہلہاتی ہوئی کھیتی کو کال کھا جائے گا۔

اشوپتی۔ یہ کیا کہا؟

نارد۔ جو بدھاتا نے لکھا۔

اشوپتی۔ پھر تو یہ ایک اکیلا دوش سارے اوصاف کو خاک میں ملاتا ہے۔
ایسے بر کو کنیادان۔ جگر کا ٹکڑا کس کو نہیں بھاتا ہے۔ اپنی آنکھ پھوڑنے
کے لئے آپ کون نشتر اُٹھاتا ہے۔ ایسی دو دشتی اور اکلوتی کنیا اور
یہ انیائے۔ وہ وشنو بھی بن کر آئے۔ تو اشوپتی کبھی بھی الپ آیو کو
اپنا داماد نہ بنائے ؎

ایسا وہ کون انیائی ہے جو ایسا اَن ہت کرتا ہے
جس راہ میں کانٹے بکھرے ہوں اُس راہ سے کون گذرتا ہے
ہو زہر طلائی برتن میں تو بھی کون اُس کو چکھتا ہے
کرتا ہے ایسی بھول کہاں جو ذرا بھی بدھی رکھتا ہے

(ساوتری سے مخاطب ہو کر) بیٹی تمہاری تقدیر کا کھیل۔ جاؤ میرے اور
اپنے ہت کو دوسرا ور تلاش کرو۔ ہو گی کے دکھ ادائی جیون سے ڈرو۔

ساوتری۔ پتا! میں ستیہ وان کو ور چکی ہوں۔ جیون اور جیون کے تمام دھرم کرم
اُس کے سپرد کر چکی ہوں ؎

شوہر میں ستیہ وان کو اپنا بنا چکی
آئے نہ وقت لوٹ کے اب دل لگا چکی
قسمت میں یہ بدا ہے تو دھوکا میں کھا چکی
مندر میں دل کے مورتی اُسکی بٹھا چکی
نکلی ہوئی نکل گئی منہ سے زبان اب
بھگوان بھی کہے تو نہ چھوڑوں میں دھیان اب

اشوپتی۔ ہت اَن ہت کو سوچو۔

ساوتری۔ سوچ لیا۔ گڈیوں کا کھیل کھیل چکی۔

یہ تو نہیں ہے کھیل کہ ور لوں گی اَور کو
دل دوسرا نہیں ہے کہ اب دونگی اَور کو

اشوپتی۔ ابھی بیاہ نہیں ہُوا۔ اُس سے اچھا ور مل جائے گا۔ نہ تمہاری عمر برباد ہوگی۔ نہ مجھے عمر بھر غم کھائے گا۔

ساوتری۔ میں آپ کی آگیا نہیں ٹال سکتی۔ گستاخی کا ایک لفظ زبان سے نہیں نکال سکتی۔ لیکن میں نے جو کچھ کیا آپکی آگیا سے کیا۔ یہ حق آپ نے ہی تو مجھے دیا ہے

یہ پیار ہے، اگر پیار کا اُدھار چھین لو
اب ظلم ہے جو مجھ سے وہ ادھیکار چھین لو

اشوپتی۔ بیٹی۔ بدھوا پا بہت بُرا ہے۔ بدھوا ہونے سے کنواری رہنا اچھا ہے۔

ساوتری۔ ماتا دوسرے پُتر کو اپنا سکتی ہے۔ بہن دُوسرے کو اپنا بھائی بنا سکتی ہے۔ پر پتی برتا استری دوسرا شوہر نہیں بنا سکتی۔

وہ ہے سیپ سمندر کی کھارا جل نہیں لے
اَور بوند چاکھے نہیں سوانتی بوند سے نہیہ
وہ ہے سیپ سمندر کی کھارا جل نہیں لے
پانی پیوے سوانتی کا شوبھا ساگر دے

اشوپتی۔ وہ الپ آیو ہے۔

ساوتری۔ تو پرواہ نہیں۔ جس جیون کا پاتر ذرا سی ٹھوکر میں چُور چُور ہو جائے اُس فانی جیون کے سُکھ کے لئے اُپنے دائمی سُکھ کو ناش کر دوں۔ پتی برتا ہو کر دوسرے کی آشا کروں۔ شیش ناگ کے سر سے

پرتھوی ٹل جانے پر بھی ایسا نہیں ہوگا۔ سے

بلا سے یہ میرا جیون دکھوں کا مول ہو جائے
لباس ہوگی پہنوں نصیب دھول ہو جائے
مگر دل ور چکا جس کو اُسی شوہر کو ورنا ہے
وہی ہے پریم کا دیپک اُسی پر جل کے مرنا ہے

اشوپتی۔ تم دھیریہ دان ہو من کو سمجھا سکتی ہو؟ برہمچارنی ہو من کی سرکش چنچلتا کو نیچا دکھا سکتی ہو۔

ساوتری۔ سب کچھ کر سکتی ہوں۔ یہ نہ تو اِس ناپائدار جیون کے لئے اتنا پاپ نہیں کر سکتی۔ کایہ مر سکتی ہے۔ لیکن حیادار کی آنکھ کی شرم نہیں مر سکتی۔ آنکھوں کی نگاہیں۔ زبان کی پرارتھنائیں۔ دل کی کامنائیں سیوا کرنے والی بھجائیں۔ سب ستیہ وان کے وقف ہو چکی ہیں۔ سے

ہے وہ اچھا یا برا میرا وہی بھرتار ہے
اُسکے چرنوں میں ہے سب کچھ اور کیا درکار ہے
چاہنا دھن کی نہیں سنمان کی اچھا نہیں
اُس کے ہوتے اب مجھے بھگوان کی اچھا نہیں

نارد۔ دھنیہ ہے تو اور تیری درڑھتا سے

یہی ہے دھرم ناری کا اُسی کو دھرم مانا ہے
پتی برت کس کو کہتے ہیں یہ تم نے خوب جانا ہے

اشوپتی۔ مُنی ور اب کیا کروں؟

نارد۔ بلا حیل و حجت کنیا دان کردو۔ تمہاری کنیا بڑی پرویِن ہے۔ دکھ سکھ

ایشور کے آدھین ہے۔ جس اٹل درڑھتا سے اب یہ ستنبہ وان کو
جیت رہی ہے۔ اُسی اٹل درڑھتا سے یہ کال کو بھی جیت سکتی ہے۔ یہ
معمولی کنیا نہیں۔ سنسار کی ایک مہان شکتی ہے۔

ہے جس میں دھرم اٹل محلا وہ ابلا ہو نہیں سکتی
جو ایسی دھرم والی ہے وہ بدھوا ہو نہیں سکتی

(ساوتری کا آکاش کی طرف دیکھ کر پرماتما کا دھنباد کرنا)

پردہ گرایا جاتا ہے

ایکٹ دوسرا سین نمبر (۳)

استھان - بن کنج

نظارہ - ستیہ وان ساوتری کی یاد میں

گانا - (ستیہ وان کا)

نرگسی آنکھوں نے لوٹا دیکھ کر تنہا مجھے
ہاتھ سے جاتا ہے دل بھی یہ خبر تھی کیا مجھے
بال برہمچاری تھا بل شالی تھا اور گنبھیر تھا
پست لیکن کر گئی ایک استری ابلا .. مجھے
چھین اپنا کھو دیا راحت میری برباد کی
ساتھ اپنے میری آنکھوں نے کیا رسوا مجھے
تھا بڑا ہوشیار دل لیکن یہ کیا سودا کیا
لے دیا بیٹھے بٹھائے مول اک سودا مجھے
پریم کے اس کھیل میں اپنی زبان تک ہار دی
بات سے پھر جاؤں اب تو یہ نہیں زیبا مجھے

(زبانی) دل کا آنا بھی موت کا آنا ہے۔ ؎

کہتے ہیں ہیچ کسی کا کسی پر نہ آئے دل
یوں ہاتھ سے نہ جائے نہ اتنا ستائے دل
کیا ہاتھ سے گیا کہ سب آرام لے گیا
سینے میں درد رہ گیا باقی بجائے دل

(پریمداس کا داخل ہونا)

پریمداس۔ کیوں جی۔ اب تو ذرا سا موقع پا کر باہر نکل آتے ہو ایکانت میں یہ کس کے سمرن سے جی بہلاتے ہو؟

؎ اس طرح پہلے تو تم کو شوق تنہائی نہ تھا
آپ کا دل اسقدر پہلے تو سودائی نہ تھا

ستیہ وان۔ منش کا سوبھاؤ ہے۔ یکساں نہیں رہتا۔ سدا ہی سکھ کا یا ہمیشہ ہی دُکھ کا سامان نہیں رہتا۔

پریمداس۔ کچھ چنتا ہے؟

ستیہ وان۔ نہیں۔

پریمداس۔ کچھ روگ لگا ہے!

ستیہ وان نہیں۔

پریمداس۔ دل کسی سے خفا ہے!

ستیہ وان۔ نہیں۔

پریمداس۔ ماتا پتا نے کچھ کہا ہے!

ستیہ وان۔ نہیں۔

پریمداس۔ کچھ نقصان ہوا ہے!

ستیہ وان ۔ نہیں ۔
پریمداس ۔ اِن میں سے کچھ بھی نہیں ہُوا ۔ تو پھر سمجھ لو ۔ یہ روگ باہر کا نہیں ۔
بھیتر کو دمن کرنے والا ہے ۔ دال میں کچھ کالا ہے ۔
کوئی آگئی ہے دل میں پھانس جس کا درد ہوتا ہے
بُرا ہے دل کا آجانا کہ سب آرام کھوتا ہے
ستیہ وان ۔ کچھ ہی سمجھ لو ۔ تم مذاق نہ اڑاؤ گے تو اڑئے گا کون ؟
بڑی کہہ لو کہ سودائی کہو یا کہہ لو دیوانہ
کہو گے اور کیا اُس کو خرد سے ہے جو بیگانہ
پریمداس ۔ کہو تو کہہ دوں ؟
ستیہ وان ۔ کیا کہہ دو ؟
پریمداس ۔ وہی بات ۔ باعث آفات
ستیہ وان ۔ کون سی ؟
پریمداس ۔ جس دن سے وہ راجکماری ۔ اپنے گھر کو سدھاری ۔ کیوں کیسی کہی ؟
ستیہ وان ۔ تو کیا ہوا ؟
پریمداس ۔ کیا ہُوا ۔ اُسی دن سے تم کو آہیں بھرتے دیکھا ۔ اُسی کا سمرن
کرتے دیکھا ۔ کیوں کیسی کہی ؟
ستیہ وان ۔ ہاں بجائی اور کہہ لو ۔
پریمداس ۔ اُسی دن سے تمہاری وشا بگڑ رہی ہے ۔ اُسی دن سے برہمچرج
پر اوس پڑ گئی ہے ۔ کیوں کیسی کہی ؟
ستیہ وان ۔ اور کہہ لو ۔
پریمداس ۔ استری کی کنا کش کا ایک ہی بان کھا کر گھائل ہو گئے ۔ سب کچھ چھوڑ

چھاڑ کر اُسی ایک کامنی کی چھٹا پر مائل ہو گئے۔ کیوں کیسی کہی؟

ستیہ وان۔ اور کہہ لو۔

پریمداس۔ ہم نے تو اُسی دن کہہ دیا تھا۔ کہ بھائی ناری بڑی بلوان ہے۔ سحر کاریں اور فسوں سازیوں کی کھان ہے۔ کیوں کیسی کہی؟

ستیہ وان۔ اور کہہ لو۔

پریمداس۔ بدھاتا کا رچایا ہوا سندر کھیل ہے۔ پرنتو بس کی بیل ہے۔

نین کا جل ڈال کر گاڑھے باندھے کیس
ہاتھوں مہندی لائے کر باگھن کھایا دیس
چھوٹی موٹی کامنی سب ہی بس کی بیل
بیری مارے داؤ سے یہ مارے ہنس کھیل

ستیہ وان۔ متر یہ پریم ہے۔ اس کی کیا چوری۔

پریم چھپتا ہے کہاں راز کو کھو دیتا ہے
مُنہ سے بولے نہ کوئی آنکھ سے رو دیتا ہے

پریمداس۔ سنا ہے وہ بھی تُم کو چاہتی ہے۔

ستیہ وان۔ میں شدھ بھاؤ سے اُس کا سمرن کرتا ہوں۔ تو وہ بھی میرا نام سمرتی ہو گی۔ ضرور میرا دھیان کرتی ہو گی۔

ڈبو دیتی ہے دونوں کو یہی یہ جو چاہ ہوتی ہے
کہ دل کو دل سے اُلفت میں ہمیشہ راہ ہوتی ہے

پریمداس۔ میرا گیان کہتا ہے۔ تم ضرور اُس کو پراپت کرو گے

ستیہ وان۔ بھائی۔ یہ تو زمین پر بیٹھ کر آسمان کے تارے توڑ کر لانے والی بات ہے۔ اُس کے سامنے میری کیا اوقات ہے۔

پریمداس۔ اِس لیے کہ تم بتوں کے کمین ہو!

ستیہ وان۔ ہاں۔

پریمداس۔ اِس لئے کہ تم دھن ہین ہو!

ستیہ وان۔ ہاں

پریمداس۔ لیکن پریم کا مارگ اگادھ ہے۔ ؎

نہ بازاروں میں بکتا ہے نہ ہی پیڑوں میں لگتا ہے

یہ موتی جو ہے غوطہ خور وہ ہی ڈھونڈ سکتا ہے

ستیہ وان۔ یہ تلاش کہاں قسمت کا کھیل ہے۔

پریمداس۔ وہ نہ ملی تو کیا ہوگا؟

ستیہ وان۔ جو حال ایک برہی کا ہوتا ہے۔

پریمداس۔ اور مل گئی تو؟

ستیہ وان۔ تو مجھ سا اِندر بھی لیشوان نہ ہوگا۔ مجھ سا کبیر بھی دھنوان نہ ہوگا۔

گانا۔ (ستیہ وان)

دل تو ہے کیا چیز اُس پر جان تک بلہار ہے

عندلیب زار ہے دل اور وہ گلزار ہے

اور کچھ ہستی کی گنجائش نہیں رہتی ذرا

کچھ عجائب سانشہ ہے نام جس کا پیار ہے

یاد سے اُس کی قرار دل میرا ہے بیقرار

دو دلوں میں لگ رہا بے تار کا اک تار ہے

درد دیتا ہے مگر وہ درد ہے میٹھا بڑا

پریم ہے آدار یہ آزار لذت دار ہے
نقد جاں دے کر ہے لیتا ہوں مرنے کا مزہ
اُس کا دیوانہ جو ہے وہ بھی بڑا ہوشیار ہے

پرمیداس۔ دوست وہ دور سے کوئی لشکر آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جلدی چلو آشرم میں خبر کر آئیں۔

(جانا دونوں کا)

ایکٹ دوسرا سین نمبر ۱۴

استھان۔ دومت سین کا آشرم

نظارہ۔ دومت سین اور اُس کی استری سوبھاگا

{ پریم داس اور ستیہ وان کا داخل ہونا }

ستیہ وان۔ پتا جی۔ کوئی بڑا شاندار سموہ ہاتھی گھوڑے اور رتھوں سمیت آشرم کی طرف آرہا ہے

دومت سین۔ تو اتیتھی ستکار کا کام کرو۔ پھل پھول اور دودھ انیادی پدارتھوں کا انتظام کرو۔

ے بڑا ہے بھاگیہ شالی جیکے گھر مہمان آتے ہیں
کہ یہ مہمان کی صورت میں خود بھگوان آتے ہیں

ستیہ وان۔ وہ تو بے شمار آدمی آتے ہیں۔
دومنت۔ جو آتے ہیں۔ وہ تو اپنا اپنا رزق اپنے ساتھ لاتے ہیں۔
[اشوپتی۔ رانی سُرساوتی۔ ساوتری منتری
پردھان وغیرہ داخل ہوتے ہیں۔]
اشوپتی۔ دہرم کے اوتار۔ مہاراجہ دومنت سین کو اشوپتی کا پرنام۔
دومنت۔ (اپنے آسن سے اُٹھ کر) اوہو دھرم کی دھوجا کو لہرانے والے۔
سنسار میں اپنے وِمل لیش کا ڈنکہ بجانے والے۔ آپ کا سواگت
ہو۔ ے
یہ پچھلے جنم کی کوئی کشش ہے کھینچ کر لائی
اناتھوں کی دشا پر یا یونہی دل میں دیا آئی
اشوپتی۔ پربھو۔ جہاں مدھو ہوتا ہے۔ وہاں بھنور کو آنا ہی پڑتا ہے۔ جس
کو ایشور بڑائی دیتا ہے۔ اُس کے آگے سیس جھکانا ہی پڑتا ہے۔
دومنت سین۔ دھنیہ بھاگ یہ بھی کوئی پچھلا سنجوگ ہے۔ جیون کا سنجوگ
ہے۔ راجن کیسے آنا ہوا؟
اشوپتی۔ ایک پرارتھنا کرنے کے لئے۔
دومنت۔ آپ جیسے بھاگیہ شالی اور مجھ جیسے دین۔ ہین پر آدھین کے آگے
پرارتھنا۔ ے
ہے راجن۔ جل سمیتی اور سُراب کے پاس
سوکھے سرور پہ بجھی کس کی جا کر پیاس

اشوپتی۔ میری منو کامنا کی کھیتی تمہاری ہی دیا درشٹی کے بادل سے سیراب ہوگی۔ آشا کی پھلواڑی انہیں چرنوں کے پرتاپ سے شاداب ہوگی۔

جو ہاں کر دو تو خوشحالی جو نہ کر دو تو پامالی
سوالی بن کے آیا ہوں نہ لوٹاؤ گے تم خالی

دومنت۔ آپ کی آگیا سر پر دھارن کروں گا۔ آپ کی چنتا میرے بس کی ہوگی۔ تو ضرور نوارن کروں گا۔

اشوپتی۔ میری یہ سندر سشیل کنیا ساوتری موجود ہے۔

دومنت۔ اہو بھاگیہ۔

اشوپتی۔ اس کو اپنی پتر ودھو بنانا سویکار کرو۔ جیون دھرم کے اس بوجھ سے میرا اودھار کرو۔

میرا جو کچھ ہے چرنوں کی شرن میں ڈال دیتا ہوں
دیا ایشور نے میں تم کو یہ اور اک لال دیتا ہوں

دومنت سین۔ راجن۔ میں اس دان کو گرہن کرنے کے ناقابل ہوں۔ ایسے اوتم بیوہار کے نااہل ہوں۔

یہاں بن باس میں دیکھو تو کس حالت میں رہتا ہوں
رتو کی سردیوں اور گرمیوں کی مار سہتا ہے
مصیبت ایک ریلا ہے کہ اس ریلے میں بہتا ہوں
بڑا مفلس بڑا بے زر ہوں بالکل ستیہ کہتا ہوں
ہے محلوں میں پلی کنیا کہاں سختی جھیلے گی
کسی زردار کو دیدو کہ ابلا زر میں کھیلے گی

اشوپتی۔ آپ ہر پرکار سے سمجھدار ہیں۔ ستیہ وان ساتیجسوی اور سرو گن سمپن

پتر دھن پا کر کون کہہ دے گا۔ کہ آپ نادار ہیں۔ یہ اتنی بڑی دولت یہ لاکھوں اور کروڑں کا لال۔ اور آپ کنگال؟ ے

یہ پارس ہے کہ جس سے پتھروں کے لال بنتے ہیں
یہ ایسا دھن ہے جنکے پاس وہ کنگال بنتے ہیں
جہاں ایسا خزانہ ہے وہ شاسن جاودانی ہے
جہاں سنتان ہے ایسی وہ بن بھی راجدھانی ہے

دومت سین۔ کیا کہوں۔ جس نے سنتان کو پالا ہو۔ وہی سنتان کی ممتا کو خوب جان سکتا ہے۔ پتر والے کا دل ایسے انیائے کو کب مان سکتا ہے۔ راج کنیا کو یہاں کند مول کے سوا کیا ملے گا۔ یہ ظلم کیا تھوڑا ہے۔ کہ چھتیس پرکار کے پدارتھوں کا بھوگ کرنے والی ابلا کو روکھا سوکھا لے گا۔ ے

پرائی آگ میں پڑ کر یونہی حیران ہونا ہے
یہاں دکھ ہی ملے گا اور کیا کلیان ہوتا ہے

اشوپتی۔ کلیان اکلیان کی بات کنیا خوب جانتی ہے۔ وہ آج سے نہیں۔ بہت دنوں سے ستیہ وان کو اپنے من مندر کا دیوتا مانتی ہے۔ میں بھی بیٹی کے سکھ دکھ کا احساس کرنے میں ساودھان ہوں۔ میں بھی راجہ اور آپ کے ہی سمان ہوں۔ ے

کنیا ہے اوچیہ گھر کی۔ گھر کا سنگار سمجھو
جو بات ہو رہی ہے وہ ہونہار سمجھو

(بن باسی رشیوں کا آنا)

رشی۔ راجن بڑا ہی مبارک جوڑا ہے۔

رشی ۲ - گنگا سے جمنا کا سماگم - کیا یہ سوبھاگیہ کچھ تھوڑا ہے -
اشوپتی - پروہت جی - مہورت شبھ ہے - کارج کیجئے -

{ ہَوَن ہوتا ہے - رشی لوگ
وید منتر پڑھتے ہیں }

پروہت - راجکماری - تم کرم دھرم سب جانتی ہو - تو بھی اگنی دیوتا کی ساکھشی سے سنکلپ کرو -

(ہاتھ میں جل دینا)

ے شُرا شرتی سے چھوٹے ہیں
بھگوان پتی کو جانوگی
ہر حالت میں اِن کا کہنا
بن حیل حجت کے مانوگی
دُکھ میں سے دُکھ سُکھ میں سے سکھ
آدھی ہر چیز بٹالوگی
جو رُو کھا سُو کھا یہ دینگے
وہ بڑے ہرکش سے کھالوگی

ساوتری - ایسا ہی ہوگا -
(جل ہاتھ سے چھوڑ دینا)
پروہت - دستیہ وان سے ! راجکمار تم بھی سنکلپ کرو
(جل ہاتھ میں دینا)
ے آدھا شریر اِس کو سمجھو
گرہ لکشمی اِس کو جانوگے

ہر کارج میں شمتی اِس کی
شبھ پھل کا سادھن مانو گے
کچھ کر کے بات نِرادر کی
دل اِس کا کبھی نہ توڑو گے
ساتھ اِس کا کبھی نہ تیاگو گے
ہاتھ اِس کا کبھی نہ چھوڑو گے

گانا۔ (لڑکیوں کا)

راج دُلاری سب کی پیاری۔ جیون کی مدماتی ہے
ہاتھ میں مہندی ماتھے بندیا کیسی دولہن سہاتی ہے
راج دلاری سب کی پیاری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
آدر کرنا۔ چت میں دھرنا۔ یہ جیجی گھبراتی ہے
روپ متی کا سُندر مکھڑا۔ سُکھ سمپتی سب لاتی ہے
راج دُلاری سب کی پیاری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
موہ ماتا کا راج پتا کا۔ سب کو چھوڑے جاتی ہے
ہم کو چھوڑا سب کو تیاگا۔ پی کا بھون بساتی ہے
راج دُلاری۔ سب کی پیاری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایکٹ دوسرا سین نمبر (۵)

استھان - بن

نظارہ - آشرم کے باہر ایک چھوٹی سی پھلواڑی میں
(ساوتری)

گانا - (ساوتری کا)

ستیو پتی کو بھگوان کہو
وہی پتنی کا ادّھار داتا ہے
ستی کو سکھ کا ساگر ہے پتی
جو سکھ کا گھن برساتا ہے

ستی کا نیتر ہے اور دان پتی
لوک اور پرلوک نباتا ہے

ستی کا پتی ہی پوجا برت ہے
پتی دوارا سب پھل آتا ہے
ستی کو پتی برہما اور وشنو

بے ترنی وہی ترا تا ہے

ستی کا سنگار پتی سیوا

جس سے من شوبھا پاتا ہے

ستی کا بل ہے پتی کی بھگتی

جسم کا سب بھے مٹ جاتا ہے

ستی کا گور منتر پتی سمرن

ستی کو پتی موکش دلاتا ہے

(نثر) استری سنگار کیوں کرتی ہے؟ پتی کو رجھانے کے لیے۔ استری اچھے اچھے وستر پہن کر کامنی کیوں بنتی ہے؟ پتی کو ہرشانے کیلئے پرنتو استری کا اصلی سنگار یہ زیور نہیں۔ یہ وستر نہیں۔ استری کا سنگار پتی بھگتی ہے۔ جو پتی کی آتما کو بس میں کرے۔ وہ سیوا کی شکتی ہے۔

جو ہار سنگار تو کرتی ہے پتی کا سمان نہیں کرتی . .

مل مل کر تن کو دھوتی ہے من کا اشنان نہیں کرتی . .

وہ ناری کلٹا ہوتی ہے پتی کے گھر میں وہ ناگن ہے . .

شدھ من سے پتی کو بھینٹ کرے ناری تو وہی سہاگن ہے

میرے پتی دیو ایک ہی بھگوے وستر میں رہتے ہیں۔ تو مجھے یہ سندر شاہی پوشاک پہنے کا کیا ادھیکار ہے۔ دل خوبصورت ہے۔ تو بھی خوشنما اور قیمتی سنگار ہے۔ یہ شاندار پوشاک اُن استریوں کے لیے ہے۔ جو داس اور داسیوں سے پتی کی سیوا کرواتی ہیں۔ اور آپ سولہ سنگار سے پورن وستر میلے ہو جانے کے ڈر سے پتی چرن کو کیا پتی کی بھوجا کو بھی ہاتھ نہیں لگاتی ہیں۔

جو ایسی ناریاں ہیں سیوا کی گلی میں جاتی ہیں
پتی اور پریا کے جیون میں نرک کا دکھ اٹھاتی ہیں
بھلا ہوتا نہیں ان کا کسی سنسار میں جا کر
ہمیشہ ڈوبتی ہیں دھار سے منجدھار میں جا کر

جس طرح کسی دھنوان کا بالک سندر آبھوشن اور آملیہ لباس پہنے ہوئے آزادی کے ساتھ مٹی میں کھیلنے سے ڈرتا ہے۔ بالپنے کے پیارے پیارے کھیلوں سے محروم ہو کر میلے کچیلے ساتھیوں کی سنگت سے پرہیز کرتا ہے۔ اسی طرح مجھے بھی یہ شاندار لباس بن میں پتی اور ساس سسر کی سیوا کرنے سے روکے گا۔

میرے سوامی ہیں بن باسی وہ اک دھوتی میں رہتے ہیں
وہ ننگے جسم سے بن کی کڑکتی دھوپ سہتے ہیں
تو میرا ریشمی کپڑوں سے کیسے مان بڑھتا ہے
کرم سیوا کا ہو تو دھرم میں انسان بڑھتا ہے

(خوبصورت ساڑھی اتار کر) جا آج سے تیرا تیاگ کرتی ہوں۔ میں تیرا نہیں اپنے پتی دیو کا انوراگ کرتی ہوں۔ (جوگی دھوتی اوڑھ لیتی ہے۔ زیور وغیرہ اتار کر)
جاؤ شریر کو شوبھا دینے والے آبھوشنو۔ میں تمہارا شوق دل سے دور کرتی ہوں۔ پتی دیو کے دھیان سے خوبصورتی کے خزانے کو بھرپور کرتی ہوں۔

یہ شوبھا محل کی تھی سب۔ میں سب کا تیاگ کرتی ہوں
ہیں شوبھا میرے سوامی۔ ان کا ہی انوراگ کرتی ہوں

وہ ہیں کو بن دھاری تو نمائش ہے میں عاری ہوں

کبھی راج کی بیٹی تھی پر اب سادھو کی پیاری ہوں

اے دل اب اِن شوکتوں کو تیاگ کر شوک آتر نہ ہونا۔ پتی برت بڑا کٹھن ہے۔ پتی سیوا میں سب کا تیاگ کرنا پڑتا ہے۔ یہ کانٹوں کی سیج ہے جیتے جی مرنا پڑتا ہے۔

پتی برتا کا برت کٹھن ہے پرانوں کا کھیل
پتی سیوا دیپک بنا جلے کام کا تیل
ایک جاں ایک ہی سمجھ ایک کے ہی گن گائے
ایک ہی پرکھ ایک ہی پرکھا ایک کو ہی چت لائے

گانا۔ (ساوتری)

پتی میں من پتی برتا لگا دے
جیسے پتنگ جلے دیپک پر شوق سے پران جلا دے
جگمگ جوت ہاتھی نہیں جاوے جوت میں آن سماوے
پتی میں من . . . . . .
جیسے لوہار لوہے کو کوٹے۔ آہرن پھونک لگا دے
ایسی چوٹ لگے گھٹ اکتر۔ تو پتی برتا کہاوے
پتی میں من . . . . . .

(رانی سوبھاگا کا آنا)

سوبھاگا۔ بیٹی کیا کرتی ہو؟

ساوتری۔ ماتا جی۔ وہ شاہی دستر اتارتی ہوں۔ یہ فقیری وستر دھارتی ہوں

سوبھاگا۔ سہاگ بھاگ کے وستر؟

ساوتری۔ ہاں۔ میرا سہاگ بھاگ تو اب پتی دیو ہیں۔ جن کے پریم امرت کی میں پیاسی ہوں۔ اب میں اشوپتی کی راجکماری نہیں۔ بن باسی مہاراجہ ستیہ وان کی داسی ہوں۔ ہے

ہے وِش کر کام یہ تو دھار پر خنجر کی چلنا ہے
میرا ہے کام پروانے کا اور دیپک پہ جلنا ہے
پتی کے گھر میں آئی تو پتی کے برت کو دھارا ہے
پتی کو ہے پریہ تو یہ۔ مجھے بھی بھیس پیارا ہے

سوبھاگا۔ پیروں سے جوتا بھی اتار دیا؟

ساوتری۔ دیو مندر میں جوتے کا کیا کام۔

سوبھاگا۔ بن میں کانٹے چبھیں گے۔

ساوتری۔ اِن کانٹوں سے ڈرتی۔ تو ایک بن باسی کی اچھیا نہ کرتی۔ پتنگا شعلے کی خوفناک لپک سے ڈرتا۔ تو اس دیدہ دلیری سے کبھی اس پر اپنے پران نچھاور نہ کرتا ہے

مجھے اب بن کی کنجیں باغ ہیں شاداب محلوں کے
مجھے جب بن میں رہنا ہے تو کیا اب خواب محلوں کے
ہر اک سختی یہاں کی دھرم کے انوکول سمجھوں گی
پتی سیوا میں کانٹے بھی چبھے تو پھول سمجھوں گی

سوبھاگا۔ پتری میں کس طرح گوارا کر سکوں گی۔ کہ تم اِن کومل ہاتھوں سے آشرم میں جھاڑو لگاؤ گی۔ ہے

جنہیں تھے پھول بھی بھاری وہ کیا کیا کشٹ جھیلیں گے

یہ کلیوں سے بھی نازک ہاتھ اور کانٹوں میں کھیلیں گے

ساوتری۔ ماتا جی۔ جھاڑو بھی لگاؤں گی۔ بھوجن بھی بناؤں گی۔ بھوجن کے لئے جنگل سے اُپلے بھی چن کر لاؤں گی۔ تمہارا اَل مُوت بھی اُٹھاؤں گی۔ تمہارے اور پتی کے لئے سب کچھ کر جاؤں گی۔ ؎

مجھے سیوا میں راحت ہے کہ سیوا کام ہے میرا
پتی کا جھونپڑا تو یہ اودی جل دھام ہے میرا
تمہارا داس ہے سوامی تو میں سوامی کی داسی ہوں
جسے کہتی ہو تم سیوا وہی آرام ہے میرا

گانا۔ (ساوتری کا)

جو ساس سسر کی سیوا میں
آرام سمجھتی ہے اپنا
جو پتر دھو جگ میں سُکھیا
دیکھے نہ کبھی دکھ کا سوپنا
وُہ شیتل نیر سمجھتی ہے
سیوا کی اگنی میں تپنا
نِشدن سیوا گھر کی کر لی
اور نام پتی کا نِت جپنا
جو ساس سسر کی . . . . . .

(جانا دونوں کا)

ڈ ڈ ڈ ڈ ڈ ڈ

ایکٹ دوسرا سین نمبر (٦)

استھان۔ اگلا محل

نظارہ۔ (پردھان۔ منتری، اور چند ایک اہلکار)

منتری۔ تم دربدھی سنگھ سے کیوں گھرنا (نفرت) کرتے ہو!

پردھان۔ وہ غاسب سے خفا کار ہے۔ وہ ابھیمانی ہے ستمگار ہے۔

ہے وہ کہتا ہے کہ جو کچھ دوسروں کا ہے وہ میرا ہے

وہ راجہ ہے کہاں کا چور ڈاکو اور لٹیرا ہے

منتری۔ اس وقت تو ہم اُس کا نمک کھاتے ہیں۔

پردھان۔ اور جس کا نمک ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے کھایا اُس کے آڑے نہیں آتے ہیں۔ شرم کرو۔ شرم کرو۔ مہاراج وُدمت سین کا نمک تمہارے روم روم سے پھوٹیگا۔ اُس کا حق کا وچار نہیں کرو گے۔ تو تم پر پرماتما کا قہر ٹوٹے گا۔

منتری۔ ہم تو پہلے بھی اہلکار تھے۔ اور اب بھی اہلکار ہیں۔ پہلے بھی راج کے خدمتگار تھے۔ اور اب بھی راج کے خدمتگار ہیں۔

پردھان۔ راج بھرشٹ راجہ کا تم پر کوئی قرض نہیں!

منتری۔ ہے۔

پردھان۔ تو یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں۔ کہ تمہارے دِلوں میں اپنے سوامی کے لئے ہمدردی کا ذرا بھی نام نہیں۔ وہ اندھا راجہ بال بچوں کو لے کر بنباس کی سختیاں سہہ رہا ہے۔ جس نے کبھی سُکھ کا سوگ بھوگا۔ وُہ اب دُکھوں کے نرک میں رو رہا ہے۔ اور تم اُسی طرح بڑی بڑی تنخواہیں لے کر شاندار لباسوں میں رہتے ہو۔ آنکھیں بند کئے ہوئے آنند کی ناؤ میں سوار ہو کر سُکھ کے ہلکوروں پر بہتے ہو۔

دیکھتے ہو آنکھ سے حقدار کا مرتا ہے حق
دیکھ کر انیائے یہ چھاتی نہیں ہوتی ہے شق
نہ کبھی وہ دن تھے جب زبان تھکتی نہ تھی تعریف سے
کچھ نہیں ہوتا ہے دُکھ آقا کی اب تکلیف سے

منتری۔ ہم پراَدھین کیا کر سکتے ہیں؟

پردھان۔ جب ذرا سا ریت کا ذرہ آنکھوں میں پڑ کر پریشان کر دیتا ہے جب ذرا سا کانٹا رگ میں چبھ کر لہولہان کر دیتا ہے۔ تو پھر تم تو رشٹ پشٹ بل اور بدھی رکھنے والے کیا کام نہیں کر سکتے۔ کس طرح غاصب کو جینا حرام نہیں کر سکتے؟

منتری۔ آپ جو کچھ کہیں گے۔ ہم کریں گے۔

پردھان۔ میرا کیا کرو گے۔ آقا کا کام کر کے لوک اور پرلوک کو بنا دو گے۔ یہ تاج و تخت جس کا حق ہے۔ اُس کو دلاؤ گے

اہلکار۔ واقعی یہ بے شرمی کے ٹکڑے کھا کر کب تک جئیں گے؟

اہلکار ۔ کب تک یہ نمک حرامی کی شرابیں پئیں گے

پردھان ۔ پرجا تو بدی سے بہت تنگ ہے ۔

منتری ۔ تو ہماری اور اس کی جنگ ہے ۔

اہلکار ۔ پھر اب تو خزانہ بھی خالی ہے ۔ سینا بھی پیٹ بھر وردی نہ ملنے سے منحرف ہونے والی ہے ۔

پردھان ۔ خزانہ کیوں نہ خالی ہو جب خزانے کی جڑوں میں عیاشی کا گھن لگ رہا ہے ۔ کیا یہ اندھیر نہیں کہ پرجا کے بڑے بڑے گرو صول کئے جائیں ۔ وہ بھوک سے مریں ۔ اور راجہ صاحب موج میلہ اڑائیں ۔ تماشوں میں لگائیں ۔ بیسواؤں کو کھلائیں

کماتے ہیں جو ان کو پیٹ بھر کھانا نہیں ملتا

جو اپجاتے ہیں ڈھیروں انکو اک دانہ نہیں ملتا

کہاں کا نیائے ہے اور یہ کہاں کی راج نیتی ہے

کہ راجہ بھوگ رس پیتا ہے ۔ پرجا خون پیتی ہے

منتری ۔ اس پاپ سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا طریقہ ؟

پردھان ۔ پہلے شریفوں کا سلیقہ

منتری ۔ یعنی ؟

پردھان ۔ پہلے ونیتا سے اپنی کامنا کا اظہار کریں ۔ وہ راجہ دومت سین کے خوشی میں تخت و تاج سے دست بردار ہو جائے ۔ تو اس کو اپ پردھان بناکر اسکا ستکار کریں ۔

منتری ۔ وہ نہ مانے تو ؟

پردھان ۔ پھر دوسرا اور آخری طریقہ اختیار کریں ۔

جو پھوڑا ظلم کا ہے ہم جڑیں تک اسکی چھیدیں گے
نہ مرہم سے ہوا اچھا تو نشتر سے کریدیں گے

سب۔ ہم اس پراوپکار میں تمہارے ساتھ ہیں۔ بولو راجہ روممت سین کی جے۔

(سب کا جانا)

ایکٹ دُوسرا سین نمبر (۷)

استھان۔ وبھاگاندی کاٹ

نظارہ۔ وٹ برکش کے نزدیک

ساوتری دھوپ دیپ اتیادی
سامگری سے وٹ ساوتری
برت کا پوجن کر رہی ہے۔

پرارتھنا

گانا۔ (ساوتری کا)

ماتا ہے لاج تم کو میری دُرگتی نہ ہو
مجھ سے جُدا زمانے میں میرا پتی نہ ہو
دھن دیکھے سب ہیں ایک یہ جیون کا دھن نہیں
تم دیکھنا یہ ناش میری سمپتی نہ ہو
ڈوبے کہیں یہ ناؤ نہ پتوار کے بغیر
ایسا کہیں از تفستی کے پتر تی نہ ہو

جو ہونہار ہے نہ وہ ہونے کو ہو تیار
چھاتی کہیں اسی سے میری کانپتی نہ ہو
سونپی کشل ہے میں نے پتی کی تمہارے ہاتھ
چھپ کر کہیں وہ موت اُسے دیکھتی نہ ہو
گھر آئے موت جو میرے سوامی کی آگئی
آنا میرا شبھ ہے یہ بے حرمتی نہ ہو
ستیوں کے تو سہاگ کی رکھشک ہے ماتری
بدھوا تمہارے راج میں دیکھو ستی نہ ہو

(زبانی) تمہارے چرن کمل سے سپرش کرنے والی میری پرارتھنائیں بھی آج زبان سے کانپتی ہوئی نکلتی ہیں۔ میری آرزئیں آج انتر آتما میں طوفان بپا کرنے کیلئے ادھیرتا کی آگ اُگلتی ہیں۔ آج کا دن میرے لیئے اُس اسادھیہ (لاعلاج) مریض کی آخری گھڑی کی مانند ہے۔ جس کے ہوا نسوں کا شرر گوں اور نسوں کے سوکھشم تاروں کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیئے باہر نکلتا ہے۔ سارے سنسار کا سورج سائیں کال کے سمے ڈوبتا ہے۔ پرنتو میری آشا کا سورج کیا دوپہر سے پہلے ہی بیٹھ دکھا جائے گا۔ میرے سہاگ اور بھاگ کا راگ کان کے پردوں کو چومنے سے پہلے ہی کیا فنا کی لپیٹ میں آجائے گا۔

میری ایسی بری حالت میں رکھشک ہو تمہیں ماتا
نہیں کس ماں کو اِس حالت میں بچے پر ترس آتا
ہو نگرانی تمہاری تو کسی کا دھن نہیں . جاتا

پتی جیون کا خطرہ ہو تم جیون کی جب داتا

ہر ایک پھول وقت پر کھلتا اور وقت پر مرجھاتا ہے۔ پھر میرے پتی کا انت کال وقت سے پہلے کیوں آتا ہے۔ ہر لڑکپن کے بعد جوانی۔ جوانی کے بعد بڑھاپا۔ بڑھاپے کے بعد کال کا پہرہ۔ کیا میرے پتی کے لئے سرشٹی کا یہ نیم راج بھرشٹ راجہ کا رواج سے نکلا ہوا سکہ ہے۔ ؎

میری اس عمر کو دیکھو میری شبھ کامنا دیکھو
میری شردھا بھاونا دیکھو میری پرکا پیار دیکھو
تمہارے دیکھتے ہی گر خزانہ لٹ گیا میرا
تو عزت تھام رکھنے کو بہانہ کیا رہا میرا

(ستیہ وان کا آنا)

ستیہ وان۔ پران پریہ۔ جب سے تم آئی ہو۔ پوجا رچا دان اور تپ سے آشرم کو سورگ کو آشرم کا نمونہ بنا دیا۔ سیوا میں تن من اور دھن لگا دیا۔ ؎

میرے جیون کو بھی آنند کی پرتما بنایا ہے
کسی پچھلے جنم کا پھل ہے جو اب میں نے کھایا ہے

ساوتری۔ پران ناتھ۔ یہ تو میرے پوروجنم کے پن ادے ہو کر پرکاشمان ہو رہے ہیں۔ یہ میرے پچھلے کرم ہی پھل روپ سے ورمان ہو رہے ہیں۔

ستیہ وان۔ تمہاری خوبصورت اور میٹھی زبان سے کبھی کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جس سے کبھی دلی رنج کی تشہیر ہو۔ پھول سے ہمیشہ خوشبو ہی

نکلتی ہے۔ چاہے وہ کتنا تُچھ اور حقیر ہو۔ پھر بھی میں دیکھتا ہوں۔
کہ تم دِن بدن دُربل ہوتی جا رہی ہو۔ مرجھائی ہوئی کلی کے سمان دِل
کی کلی کو کسی اندرونی غم سے جلا رہی ہو۔ ؎

اُداسی ہے کہ جیسے کوئی گھن ہنھ میں ہے چھا جاتا
کبھی دُکھ سے دُکھی ہو پر گلہ لب پر نہیں آتا

ساوتری۔ پران ناتھ۔ جس کی بہار پاس ہو۔ اُس کو پژمردگی سے ضرر کہاں
جس کی راحت کا چشمہ قریب ہو۔ اُس کو پیاس کا ڈر کہاں۔

ستیہ وان۔ کوئی استری روگ تو نہیں!

ساوتری۔ نہیں۔

ستیہ وان۔ استریاں اکثر اپنا روگ نہیں بتاتی ہیں۔

ساوتری۔ وہ مورکھ ہیں جو پتی سے کوئی روگ چھپاتی ہیں۔ ؎

پتی ہے دید روگوں کا تو پھر تنی ڈرے کس سے
دل اور آنکھوں میں جب وہ ہے تو پھر پردہ کرے کس سے

ستیہ وان۔ راجہ کی بیٹی ہو۔ رات دِن داسیوں کی طرح دوڑ دھوپ میں تپاتی
ہو۔ کام کاج کی چکی چلاتی ہو۔ جن نازک ہاتھوں کو کلی کا توڑنا
بھی دشوار تھا۔ جن کے لئے ریشم کا تار اٹھانا بھی ناگوار تھا۔ وہ
ہاتھ اب ایسے ایسے نیچ کام کرتے ہیں۔ گھر بھر کا انتظام کرتے ہیں ؎

اِسی سے بادلوں میں چاند ہے آیا ہوا پیاری
اِسی سے پھول مکھڑے کا ہے مرجھایا ہوا پیاری
نہ تھے ہاتھ یہ کومل گل اِن کو چومتے رہتے
یہ پھولوں سے سمن کی ڈالیوں میں جھومتے رہتے

سہادتری۔ استری گھر کا کام کاج نہ کرے۔ تو وہ اور کس مرض کی دوا ہے؟
مرد باہر کا اور عورت گھر کی بادشاہ ہے۔ وہ کماتا ہے۔ گھر لاتا ہے۔
وہ بناتی ہے۔ بنا کر کھلاتی ہے۔ وہ دھن پیدا کرتا ہے۔ وہ اس کا
جائز استعمال سکھاتی ہے۔ سے

سہاری ہے وہ گھر کی اور وہ گھر کی مہترانی ہے
یہ درجے اسکو ملتے ہیں۔ وہ پھر بھی گھر کی رانی ہے
کبھی دل اپنا ان دھندوں سے وہ میلا نہیں کرتی
وہ سیوا دھرم کو اپنے سمجھتی حکمرانی ہے

ستیہ وان۔ پرات کال اٹھنا۔ ندی سے جل بھر کر لانا۔ ساس سسر کو نہلانا۔
یگیہ کی سامگری اکٹھا کرانا۔ پھر بھوجن بنانا۔ سب کو کھلانا۔ بعد میں آپ
کھانا۔ دوپہر کی فرصت میں رشی کنیاؤں کو پڑھانا۔ پھر شام کو انہیں
جھمیلوں کو دہرانا۔ کہیں آدھی رات کو سونے کو جانا۔ سے

یہ باتیں کم نہیں ہیں جسم کو نربل بنانے میں
یہ ہی تو دکھ ہیں بدقسمت کے حصے کے زمانے میں

ساوتری۔ کام کرنے سے آدمی کمزور ہو جائے۔ تو سرشٹی کا کوئی کام نہ چلے۔
نہ ماتا کی چھاتیوں میں دودھ ہو نہ کوئی پتر ماتا کے دودھ سے پلے۔
گھر کا کام کاج تو ایک شاریرک اور مانسک کثرت ہے۔ جس سے
عورتوں کا شریر اور دماغ بنتا ہے۔ یہ عورت کا پرم دھرم اور بلیدان
ہے۔ جو گھر والوں کے لیئے بل بدھی کا چراغ بنتا ہے۔

ستیہ وان۔ تم کبھی کہو گی۔ کیس ابھاگے کے گھر آئی۔ نہ آرام کا سونا ملا۔ نہ
سکھ کی روٹی کھائی۔ کبھی کبھی دان تیوہار کو تو دستر آبھوشن پہن لیا کرو۔

ساوتری۔ وستر آبھوشن؟

ستیہ وان۔ ہاں۔

ساوتری۔ آپ کے پریم رتن کو پاکر مجھے ان پتھروں کی اب محبت نہیں رہی۔

ستیہ وان۔ سب استریاں پہنتی ہیں۔

ساوتری۔ کس لئے

ستیہ وان۔ من پرسن کرنے کو۔

ساوتری۔ کس کا من؟

ستیہ وان۔ اپنا۔

ساوتری۔ نہیں پتی کا۔

ستیہ وان۔ چلو یونہی سہی۔

ساوتری۔ مجھ سے جب آپ پرسن ہیں۔ تو اس سے بڑھ کر اور کون سا زیور
قیمتی ہے۔ آپ کی پرسنتا کے آگے سمپورن جگت کی چنچل وبھوتی
پتھر کے سمان ہے۔ سہ

نمودِ ظاہری ہے یہ جو کپڑے اور زیور ہیں
مجھے تو آپ ہیرے۔ لعل۔ نیلم اور جواہر ہیں
کسی کی سمپتی زیور۔ کسی کی سمپتی زر ہے
مجھے کیا ان سے پریتم میرا خوش ہو یہی زیور ہے

ستیہ وان۔ تمہاری اس امرت بانی سے پھول جھڑتے ہیں۔ دل کو ایسے لگتی
ہے۔ جیسے ہار سنگار کے پھول ڈالیوں سے گر گر بڑی نزاکت کے
ساتھ ہری ہری گھاس کی کومل تاروں پر پڑتے ہیں۔

ساوتری۔ کیا میں اور کیا میری بانی۔

ستیہ وان - پرنتو - تم جو کئی کئی روز کا اُپاس کر جاتی ہو - بڑا کلیش ہوتا ہے
کھید کا سمادیش ہوتا ہے -

ساوتری - یہ تو سب استریاں کرتی ہیں

ستیہ وان - اب بھی تراتر وُاپاس کر رکھا ہے - کھانا پینا تیاگ دیا ہے -

ساوتری - اسی سے تو پتی برتا کی شوبھا ہے - ؎

دکھوں کا بوجھ ہلکا ہو - تبھی اُپاس کرتی ہے
وہ اس فاقہ کشی سے ورد کا ابھیاس کرتی ہے

ستیہ وان - اس سے مجھے ذرا خوشی نہیں ہوتی -

ساوتری - (خود بخود) سوامی میرے من کی چنتا کو کیا جانیں - وہ اس انتر داہ کی لگن کو کیا پہچانیں - ان کی مرتیو سمبندھی نارد کے وچن میرے کلیجے کو کھائے جاتے ہیں - وہ منحوس لمحے بڑی تیزی کے ساتھ دوڑے آ رہے ہیں تو کیا بزرگوں اور رشیوں نے سیوا کے بدلے جو مجھے اٹل سوبھاگیہ کا بردان دیا - سب فضول جائے گا - دیویوں اور دیوتاؤں کو میرے میرے اُپاسوں کا کٹھن برت بھول جائے گا - ؎

میرے سر کا مکٹ کیا یم میں طاقت ہے گرا دیگا
پتی برتا کو کبھی کیا آج بدھوا بنا دے گا

ستیہ وان - بھوک لگی ہوگی - کچھ کھا لو -

ساوتری - عورتوں کو تو بھوک مارنے کی عادت ہے - ؎

تقدیر سے ہے ان کو یہ دکھڑا سہا ہوا
یہ روگ ابتدا سے ہے اُن کو لگا ہوا
اپنا بھی دکھ ہے اور ہے گھر بھر کا اُن کو دکھ

دنیا کا درد دل میں ہے اُن کے بھرا ہوا

ستیہ وان۔ کچھ پھل پھول ہی لے آؤں؟

ساوتری۔ پربھو! آج سُورج غروب ہونے کے بعد جب میری منو کامنا کا چندر اُدے ہو جائے گا۔ سال بھر کے پرشرم رُوپی پیڑ میں پھل آ گر یہ آتما اچھے ہو جائے گا۔ تو بھوجن کر دُنگی۔ اور ضرور کر دُنگی۔ خود مجبور ہیں یہ

ع یوں ہی بھوک اور فاقوں سے میں اپنے پران چھوڑ دُونگی
ہے گا دم میں دم جب تک نہ اپنے برت کو توڑ دونگی
تم ہی ہو پران رہ جاؤگے تو ہے زندگی میری
سلامت ہے تمہارا دم سنبھل ہے بندگی میری

ستیہ وان۔ اوہو۔ ہم تو باتوں میں لگ گئے۔ آشرم میں ایندھن کا تنکا نہیں۔

ساوتری۔ (دل میں) داہنی آنکھ پھڑک اُٹھی۔ ع

کُشل کرنا پربھو دل میں اُداسی کی فزونی ہے
میری ہانی پہ آمادہ ابھی سے بدشگونی ہے

ستیہ وان۔ اچھا تو میں جاتا ہوں۔

ساوتری۔ میں بھی آتی ہوں۔

ستیہ وان۔ ہر وقت تو ساتھ رہتی ہو۔

ساوتری۔ سایہ جسم کے ساتھ نہ رہے تو کہاں رہے۔ ع

سایہ سدا ہی رہتا ہے وستو کے ساتھ ساتھ
رہتا ہیں عطر بیزیاں خوشبو کے ساتھ ساتھ
ہوتا نہیں ہے ارتھ کبھی شبد سے جُدا

اٹھتا ہے دل کا درد بھی آنسو کے ساتھ ساتھ

ستیہ وان۔ طبیعت تین دن سے بڑا آمار ہے ۔ دو قدم چلنا دشوار ہے ۔ پھر ساتھ جانے کو تیار ہے ۔ مجھے نہ جانے ایندھن کہاں سے لانا پڑے گا کتنی دور جانا پڑے گا

ساوتری۔ ساگھشات شکتی تو ساتھ ہے۔ پھر چلنے کو شکتی کیسی؟

ہے۔ دل جدا تم سے کسی طور یہ ہوتا ہی نہیں
آج کے دن کا مجھے ناتھ بھروسہ ہی نہیں

ستیہ وان۔ ضد نہ کرو۔

ساوتری۔ ضرور چلوں گی۔

ستیہ وان۔ فضول

ساوتری۔ معقول۔ اس ترا تر دو پاس برت میں تو تین دن رات آنکھوں کے سامنے رہنا ہے۔ ہے

یہ داسی حکم کی پابند ہے سب کام کرتی ہے
اگر ہو بات سیوا کی کہاں آرام کرتی ہے
یہاں رہ کر کہو جو کچھ تو کہنا مان جاتی ہے
کہیں جانے کی کہتے ہو تو اسکی جان جاتی ہے

ستیہ وان۔ ضد کرو تو چلو

(دونو کا جانا)

ایکٹ دُوسرا　　　سین نمبر (۸)

استھان : نرجن بن

نظارہ ۔ (ساوتری اور ستیہ وان کا داخل ہونا)

گانا (ستیہ وان)

کیا کیا یہ بن کی باڑی شوبھا دکھا رہی ہے
سُندر سمیر کیسا کیا کلیاں کھلا رہی ہے
صاف اور شفاف دھارا کہتی ہے کس ادا سے
جیسے کہ راگنی خود بینا بجا رہی ہے
نیز نگمیاں گلوں نے کر دیں نثار ساری
پھولوں کی سیج باد عشرت بچھا رہی ہے
مستی سے جھومتے ہیں گل کیا خبر ہُوا بھی
لا کر کہیں سے ان کو دارُو پلا رہی ہے
بن باسیوں کا جیون کیا ہے مزے کا جیون

کشتی لطیف کوئی موجوں پہ جا رہی ہے

ساوتری۔ (خود سے) پرنتو۔ بن کی یہ ساری فیرنگلیاں بہت جلدی میری آنکھوں سے ہمیشہ کے لئے اوجھل ہونے والی ہیں بجھتے ہوئے چراغ کی سفید روشنی کی مانند اصلی رنگ اور روپ سے فانی ہیں۔ آج میرے پران ایک ایک لمحہ کے تار میں پروے جا رہے ہیں۔ نہ جانے ہوش و حواس کیوں ابھی سے کھوئے جا رہے ہیں۔

دل میں کسک ہے پیدا روح میں ادھیڑتا ہے

جیسے کوئی کلیجہ آری سے چیرتا۔۔۔ ہے

ستیہ وان۔ اس چھٹا کے سامنے شہروں کی خوبصورتی دھول چاٹتی ہے

ساوتری۔ کیوں نہیں۔

ستیہ وان۔ دور دیواروں کی اوٹ میں کھڑی کنکھیوں سے جھانکتی ہے۔

ساوتری۔ کیوں نہیں۔

ستیہ وان۔ تمہارے چہرے کی آب و تاب کیوں پھیکی پڑ گئی!

ساوتری۔ یوں ہی۔

ستیہ وان۔ یوں ہی کوئی بات دنیا میں نہیں ہوتی۔

ہیں جتنے کرم ان کا کچھ نہ کچھ کارن بھی ہوتا ہے

کہ پہلے نیند آتی ہے تو پھر انسان سوتا ہے

ساوتری میری چنتا کا کارن بڑا گوڑھ ہے

ستیہ وان شریر کو کشٹ دیکر کٹھن برت کیوں کر رہی ہو؟

ساوتری بتاؤں گی۔

ستیہ وان بتاؤ۔

ساوتری۔ گھر چل کر رات کو بتاؤنگی۔
ستیہ وان۔ (ایک پیڑ کی طرف دیکھ کر) دیکھو۔ وہ کیسی سوکھی لکڑی ہے۔
خوب جلے گی۔
ساوتری۔ خوب کیسے کٹے گی؟
ستیہ وان۔ کلہاڑی سے۔
ساوتری۔ کہیں نیچے سے ہی کام چلالو۔
ستیہ وان۔ اسی کو کاٹوں گا۔
ساوتری۔ سنبھل کر چڑھنا۔
ستیہ وان۔ اس کا تو مجھے ابھیاس ہے

(درخت پر چڑھتا ہے)

ساوتری۔ (خود بخود) لیکن میرا دل کیوں اوداس ہے۔ بھگوان میرے پرانوں
کی رکھشا کرنا ہے

جس طرح چاہے تھام لو سمپت سُہاگ کی
ڈوری تمہارے ہاتھ ہے میرے سہاگ کی

(کلیجے میں درد اٹھتا ہے۔ اور کلہاڑی ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے)

ستیہ وان۔ آہ۔ سر گھومتا ہے۔ مانو کوئی ہتھوڑے سے پیٹتا ہے۔ سنبھالو۔
میں گیا۔

(پیڑ سے گر پڑتا ہے)

ساوتری۔ (دوڑ کر پاس جاتی ہے) دیبی کیا وہ بزوپی وقت آگیا۔
ستیہ وان۔ آہ۔ میں مرا۔
ساوتری۔ (ستیہ وان کا سر زانو پر رکھ کر) پران ناتھ۔ کیا ہو گیا؟ کیا تقدیر نے

میرے جیون کرم کے قطعی فیصلہ پر آخری مُہر ثبت کر دی۔ کیا بدھاتا نے اپنی دی ہوئی دولت آخر زبردستی ضبط کر لی۔ (بلاتی ہے) پران ناتھ بولو تو سہی۔ کیا نارد کا وچن ستیہ کرنا چاہتے ہو۔ کیا اپنی پران پریہ کو یہاں چھوڑ کر کسی لمبی یاترا کو جاتے ہو۔ ؎

اِدھر دیکھو میری چھوٹی اوستھا کیطرف دیکھو
میرے ہنسنے سے دل اور اسکی آشا کیطرف دیکھو
نہ ماتم میں کرو تم منتقل سب شادیاں میری
ابھی تو سب کی سب سالم ہیں بالم چوڑیاں میری

(سر ہلا کر) تم نہیں بولتے۔ کیوں نہیں بولتے! کیا اس تیر کے ویگ سے آنے والی راتری کے ساتھ ہی میری دنیا میں بھی اندھیرا ہو جائے گا۔ کیا سچ مچ میرے سُہاگ کے ہنستے بستے سنسار میں بدھاپے کے پشاچ کا بسیرا ہو جائے گا۔ ؎

یہ اوروں کے لئے جیون کا میلا چھوڑ جاؤ گے
مجھے سنسار میں یونہی اکیلا چھوڑ جاؤ گے
بڑا تم پیار کرتے تھے کہاں ہیں پیار کی باتیں
کٹیں گے کس طرح یہ دُکھ کے دن آزار کی باتیں

بولو۔ ایک بار تو ان کالی کالی انکھڑیوں کو کھول کر دیکھ لو۔ ایک بار تو ہونٹوں کی ان پیاری پیاری پنکھڑیوں کو کھول کر بول لو۔ ؎

تم مجھ سے کبھی روٹھے ہی نہ تھے
کیا دل میں آج سمائی ہے
اے پران پتی میں نے بھی تو

کچھ آیو سا نہ بتاتی ہے

کچھ دل میں میرے ہے آئی کمی

یا تم نے محبت کم کر دی

کیا دل میں سمائی چُھپکے سے

گردن پر میرے چُھری دھردی

آہ تم تو آرام کی نیند سونا چاہتے ہو۔ اور میرے آرام کو لوٹ رہے ہو پران ناتھ۔ پران پیارے۔ اتنے کٹھور بن گئے ہو۔ (بدن کو چُھو کر) بدن سرد ہوتا جا رہا ہے۔ بے حس و حرکت آنکھوں کے دونو دوار کھلے ہیں۔ پران پنچھی اُڑنے کے لیئے پر پھڑ پھڑا رہا ہے۔ ہائے میرا سُہاگ۔ بھاگ مٹی کے مول جا رہا ہے۔ سوامی میں ساس سُسر کو جواب کیا دونگی۔ تم کو ساتھ لائی تھی۔ اُن کی امانت کہاں سے لوٹا ؤنگی جب تمہاری ماتا پوچھے گی۔ میرا پیارا کہاں ہے۔ میری آنکھوں کا تارا کہاں ہے۔ میرا لاڈلا کہاں ہے۔ میرا بیٹا کہاں ہے۔ ؎

بول یہ سُن کر میری چھاتی نہ پھٹ جائیگی کیا

شرم کی تلوار سے گردن نہ کٹ جائیگی کیا

کیا نہ وہ مجھ کو کہے گی دُکھ بھری کھوٹی کھری

میں ہی تھی منحوس جو بیٹا بھی اُس کا ہے مری

جانے کی ٹھانی ہے۔ تو مجھے بھی ساتھ لے چلو۔

گانا (ساونتری کا)

ورنہ جیون بھر یہ میرا دل دھڑکتا جائے گا

غم کا شعلہ دل کے کھانے کو لپکتا جائے گا
تم نہ بولو گے نہ اٹھو گے تو کوئی درد مند
درد کا مارا ہوا روتا بلکتا جائے گا
کیا خبر ہے کب جدائی میں میرا نکلے گا دم
جام میری عمر کا کب تک چھلکتا جائے گا
ساتھ لے جاؤ! یہ بھی تو بڑا احسان ہو
ہجر کا بیمار ہے کب تک سسکتا جائے گا
تیر تم مارو نہ ورنہ دکھ کا دل میں اے پتی
برہ کا پیکان نیچے ہی سرکتا جائے گا

آواز ہوتی ہے۔ یم راج کے دوت پاشان لے کر ستیہ وان کی روح قبض کرنے کو آتے ہیں۔ لیکن ساوتری کی پیشانی پر پتی برت تیج شعلوں کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ دوتوں کا حوصلہ نہیں پڑتا اور مارے خوف کے کانپتے ہیں۔

سنسنی خیز ٹیبلو پر

ڈراپ

ایکٹ تیسرا سین نمبر (۱)

استھان ۔ یم کا دربار

نظارہ ۔ یم راج ۔ چندر گپت اور بے شمار
یم دوت ۔ حکم کے منتظر موجود ہیں

یم راج ۔ چندر گپت جی ۔ ہمارے راج کا کاروبار کیسے ہوتا ہے !

چندر گپت ۔ بلا رو و رعائت نہ سختی نہ عنائت ۔ اُس کو ویسا ہی پھل ملتا ہے جو جیسا بیج بوتا ہے ۔

یم راج ۔ رات دن ہم کو بھولوک کے پرانیوں سے ہی واسطہ پڑتا ہے ۔

چندر گپت ۔ اِن پرانیوں کا بھی سوبھاؤ عجیب ہے ۔ آدمی ایشور سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا کہ ایک پولیس کے سپاہی سے ۔

یم راج ۔ ہاں وہ جانتا ہے ۔ کہ سپاہی ابھی نہ پکڑ لے ۔ پر متو سرشٹی کا نیم وقت پر آن کر پکڑتا ہے ۔ کال کا ڈنڈا سے پرا چانک ہی سر میں جا پڑتا ہے ۔ ہمارا نیم نرپاپی کیلئے ہوا بند کرتا ہے ۔ نہ دھر ماتما کیلئے ہماری دیا سدھرمی کے لئے ہے ۔ اور نہ ہمارا کوپ دراتما کے لئے ۔

چندر گپت - ہمارا نیم پرانی کو شدھ کرنے کے ہزاروں اَوسر دیتا ہے۔ پرنتو مُورکھ پھر بھی نہیں شدھ کرتا۔ دوسروں کی موت سے عبرت حاصل نہیں کرتا ہے

رام نام کڑوا لگے میٹھا لاگے دام
دوبدا میں دونو گئے مایہ ملی نہ رام

یم راج - ہمارے دوت کسی کے ساتھ سختی کا برتاؤ نہیں کرتے؟
چندر گپت - کداچت نہیں دھرماتماؤں کو سندر ومانوں میں بٹھا کر لاتے ہیں تو دراتماؤں کو پاشانوں سے باندھ کر کانٹوں اور سلاخوں پر چلاتے ہیں ہے

کرے جو کرم جیسا اسکو ویسا مان دیتے ہیں
مطابق کرم کے اپمان اور سنمان دیتے ہیں

یم راج - تمہاری ذمہ واری بھی بہت بڑی ہے۔
چندر گپت - بلکہ بہت کڑی ہے۔ ایک ایک لمحہ کے پن اور پاپ کی چترکاری کرنا۔ پھر پرانیوں کے پران لینے کے لئے پروانے جاری کرنا پھر سب کے بہی کھاتے کو دیکھنا بھالنا۔ اُسی کے انوسار نرک میں دھکیلنا۔ سورگ میں ڈالنا ہے

یہاں ہے کون جو انصاف کی نظروں سے بچتا ہے
ذرا بھی چوک ہو جائے تو بھاری شور مچتا ہے

یم راج - اچھا۔ آج کے پرانیوں کو لاؤ۔

{ دو دوت پاشانوں سے باندھے ہوئے
ایک عورت کو لاتے ہیں۔ }

یہ کون ہے ؟

چندر گپت۔ ایک راجہ کی استری۔

یمراج۔ اِس کا کھاتہ ؟

چندر گپت تھی تو بڑی داتا۔

یمراج۔ کوئی دوش ؟

چندر گپت اور تو کوئی دوش نظر نہیں آتا

یمراج کوئی !

چندر گپت صرف ایک۔ پتی ورودھ کیا کرتی تھی۔

یمراج۔ کس طرح ؟

چندر گپت۔ یہ پتی سے پہلے بھوجن کر لیا کرتی تھی۔

یمراج۔ تو اِس کی سزا یہ ہے۔ ایک کلپ تک ہر روز اِس کے مُنہ میں غلاظت کو اس قدر بھرا جائے۔ کہ روز پیٹ بھرے اور پھٹ جائے دوسرے دن کی سزا کے لئے پیٹ کو بڑے بڑے سُوؤں سے سیا جائے

دکھاؤ دوسروں کو جو پتی سے ورودھ کرتی ہے

وہ مر کر نرک میں پڑتی ہے اور یہ کشٹ بھرتی ہے

جاؤ لے جاؤ۔

چندر گپت۔ دوسرے کو لاؤ

(دوت ایک اور عورت کو لاتے ہیں)

یمراج۔ یہ کون ہے ؟

چندر گپت۔ یہ ایک غریب مزدور کی ناری ہے۔

یمراج۔ اِس کی کیا کارگذاری ہے ؟

چندرگپت۔ اس نے پتی کو اسادھیہ (لاعلاج) روگی جان کر دوسرے پُرش کو پیار کرلیا۔ امرت کے ہوتے زہر کو سویکار کرلیا۔

یمراج۔ کن آنکھوں سے پر پُرش کو دیکھا؟

دُوت۔ (آنکھوں کی طرف اشارہ کرکے) اِن سے

یمراج۔ نکال دو۔

(دوت لوہے کی سلاخوں سے آنکھیں نکال دیتے ہیں)

کن ہاتھوں سے پر پُرش کا پہلو گرمایا؟

دُوت۔ (عورت کے ہاتھوں کی طرف اشارہ کرکے) اِن سے

یمراج۔ کاٹ کر کتوں کے آگے ڈال دو۔

(دوت گنڈاسوں سے ہاتھ کاٹ دیتے ہیں)

کس دِل سے غیر کو پیار کیا؟

دُوت۔ (عورت کے دل کی طرف اشارہ کرکے) اِس سے

یمراج۔ نشتر سے چیر دو۔

{دوت چیر دیتے ہیں۔ درد ہوتا ہے۔ لیکن درد سے چلا نہیں سکتی}

یمراج۔ اچھا۔ اب ایک کلپ تک ہر روز اس کے شریر کو نوچنے کے لئے کامی اور خونخوار کتے چھوڑے جائیں۔ جب وہ شریر کو بیکار کردیں۔ تو دوسرے دن کی سزا کے لئے پھر سارے انگ دہکتے ہوئے گرم ہتھوڑوں سے پیٹ پیٹ کر چھوڑے جائیں۔ جاؤ لے جاؤ۔ ـــــہ

جو ناری دیکھ کر دکھ میں پتی کو چھوڑ جاتی ہے

دکھاؤ سب کو وہ دوزخ میں ایسا کشٹ پاتی ہے

چندرگپت۔ دوسرے کو لاؤ۔

(دوت ایک اور عورت کو لاتے ہیں)

یمراج۔ یہ کون ہے۔

چندرگپت۔ ایک پتی پرائن۔

یمراج۔ کوئی پاپ۔

چندرگپت۔ اس نے اپنا پتی برت توڑا۔

یمراج۔ توڑا!

چندرگپت۔ مگر جان بوجھکر نہیں۔

یمراج۔ تو کس طرح۔

چندرگپت۔ صرف ایک بار پتی بیمار تھا۔ یہ آٹا گوندھ رہی تھی۔ آتیتھی نے آکر بھکشا مانگی۔ پتی نے بھکشا دینے کا حکم دیا۔

یمراج۔ اس نے حکم نہ مانا۔

چندرگپت۔ مانا۔

یمراج۔ پھر پتی برت کیسے بھرشٹ ہوا۔

چندرگپت۔ یہ دوڑتے ہوئے بھکشا دینے کو گئی۔ ہاتھ کا اتیتھی سے سپرش ہوگیا۔

یمراج۔ غیر پرش سے شریر کا سپرش۔

چندرگپت۔ عمر بھر میں صرف اتنا۔

یمراج۔ ان جانے میں یہ قصور ہوا۔ پرنتو قصور ضرور ہوا۔ اس کا صرف وہی ہاتھ کاٹ دو۔ اور دیولوک میں لے جاؤ۔

(ہاتھ کاٹ دیتے اور لے جاتے ہیں)

چندرگپت۔ دوسرے کو لاؤ۔

(دوت ایک آدمی کو لاتے ہیں)

یمراج ۔ یہ کون ہے؟

چندر گپت ۔ یہ ایک کامی مرد تھا۔ بڑا انیائی اور بے درد تھا۔

یمراج ۔ کیسا۔

چندر گپت ۔ پتی برتا استری کے ہوتے پرنا ریوں سے گمن کرتا رہا۔ کامی کتّے کی طرح گھر کی مٹھائی کو چھوڑ کر بازار کی چاٹ پر مرتا رہا۔

یمراج ۔ تو اس کو آرے سے اس طرح پر چیر کر رکھ دو کہ ایک ایک انگ کے دو دو بھاگ بنا جائیں۔

آواز پر۔ آرہ آسمان سے اُترتا ہے
دو دوت اس کو چیرتے ہیں۔ جسم
ٹرانسفر ہو کر دو حصوں میں تقسیم
ہو جاتا ہے۔

چندر گپت ۔ اب؟

یمراج ۔ اب ایک بھاگ کو کنبھی نرک میں اور دوسرے کو اگنی نرک میں لے جاؤ۔ اِن کو اُن استریوں کے آئے ہوئے تمام سنگے سمبندھیوں اور بزرگوں سے ایک کلپ تک ہر روز صبح سے شام اور شام سے صبح تک کوڑے لگوائے جائیں۔ اور جن نیتروں نے پرائی استریوں کو دیکھا۔ وہ کوؤں اور چیلوں سے نکلوائے جائیں۔ جاؤ لے جاؤ۔

کامی کتا تیس دن چھوڑ تو بارہ ماس
کلپ کلپ تک آن کر سہے نرک کا تراس

آواز ۔ دوہائی ہے ۔ یمراج کی دوہائی ہے۔

(دُو دوت کانپتے ہوئے اندر داخل ہوتے ہیں)

یمراج ۔ ہیں ۔ تم کیوں اِس طرح کانپ رہے ہو ۔ مارے دم کشی کے ہانپ رہے ہو؟

سہ کیا بات ہے جو اس طرح لرزاں ہو خوف سے
ہو یم کا دوت اور ہراساں ہو خوف سے
جس یم سے کانپتی ہے زمانے کی آتما
ہوں اُس کے دوت اور یہ دھیرج کا خاتمہ

دوت ۔ (کانپتے ہوئے اور ہاتھوں سے اشارہ کرکے) مہاراج وہ دوڑے ہوئے آرہے ہیں ۔

یمراج ۔ کیا آرہے ہیں ۔

دوت ۔ آگ کے خوفناک شعلے ۔ سہ

نگل جانے کو وہ شعلے اُچھلتے ہیں لپکتے ہیں
ابھی تک لال خونی قہر کی آنکھوں سے تکتے ہیں

یمراج ۔ (ادھر اُدھر دیکھ کر) وہاں تو کچھ بھی نہیں ۔

دوت ۔ کچھ نہیں ۔ لیکن صرف اُس کی یاد ہی سے ہماری رُوح فنا ہو رہی ہے ۔ بُدھی بوکھلاہٹ میں مبتلا ہو رہی ہے ۔ سہ

وہ عورت کیا ہے بجلی کی تڑپ ہے ایک بھبوکا ہے
ہے اُس کا تیج جو ہم سب کے اوسانوں کا بھبوکا ہے
ہے مستک لال اور اُس سے جو الاسی نکلتی ہے
کوئی نزدیک کیا جائے کہ کھاتی ہے نگلتی ہے

یمراج ۔ تم کہاں گئے تھے ؟

دُوت - ایک پُرانی نی نی - دکھانتے ہوئے) ستیہ وان کے پران

یمراج - لینے کو گئے تھے؟

دُوت - جی ہاں۔

یمراج - اور نہیں لائے؟

دُوت - کیا لاتے - خاک لاتے۔ ~

اِک اُس کے پاس عورت ہے جو آتشبار گلشن ہے
فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں ایسی آگ روشن ہے

یمراج - چِندر گپت جی - یہ کیسی آتش باری ہے!

چِندر گپت - پربھو - وہ دکھیات ساوتری اُس کی پتی پرائن ناری ہے۔

~ کوئی اُس کے برابر کی پتی برتا نہیں ناری
یہ جتنی کارسازی ہے - اُسی ناری کی ہے ساری
پتی برت ہے کیا؟ آدھین اُس نے دیوتاؤں کو
ہے اپنے دھرم سے باندھا ہوا چاروں دشاؤں کو

دُوت - مہاراج - ہم آج تک کتنے ہی بڑے بڑے پرتاپی راجاؤں کو سنگینوں کے پہرے اور فوجوں کی نگرانی سے باندھ لائے ہیں - ہم نے کال کی گدا سے بڑے بڑے بلوان گدا دھاری مار گرائے ہیں - ہزاروں پردوں سے لاکھوں نگاہوں کے سامنے ہم نے بڑے بڑے تپسوان سورے اٹھا کر آگے لگائے ہیں - پرنتو ہم کو آج ہی ایک ایسی عورت سے پالا پڑا ہے - جس نے اُس پُرانی کا سر اپنی گودی میں رکھا ہے - اُس کے مستک سے ایسی آگ لپکتی ہے - کہ کوسوں تک خشک اور تر کو جلاتی ہے - نزدیک جاتے ہوئے تھر تھری میں کپکپی سی لگ جاتی

گانا

کچھ تیج کی ایسی کرنیں ہیں کانٹے سے آنکھ میں چبھتے ہیں
وہ نظریں ہیں یا بھالے ہیں دل اور جگر میں کھُبتے ہیں
وہ ورشیہ بڑا بھے دائک تھا جو لوک کی وہ کچھ سیر نہ تھی
ہم اُسکے پران تو کیا لیتے۔ اپنے پرانوں کی خیر نہ تھی

یمراج۔ اِس طرح تم لوگ پرانیوں کو چھوڑ کر آتے رہے۔ اسی طرح پرانی بچ کر نکل جاتے رہے۔ تو بھومی پرانیوں کے بھار سے چلا اُٹھے گی پرشیش ناگ کی آتما گھبرا اٹھے گی۔ گانا

ہے جس کی آگئی اُس کا یہاں آنا ضروری ہے
بنی ہے جو بھی وستو اُس کا مٹ جانا ضروری ہے
میرا دستور وہ ہے جو نہیں ہرگز بدلنے کا
ہوا جو حکم جاری پھر نہیں وہ حکم ٹلنے کا

چندر گپت۔ واقعی۔ آج دھرم راج کے دھرم میں بادھا ہو رہا ہے۔ آج سنسار میں یم کا بھے آدھا ہو رہا ہے۔ یہی حال رہے گا۔ تو نہ کوئی پرانی مرنے سے ڈرے گا۔ نہ کوئی اپنے بھگوان کو یاد کرے گا۔ گانا

یہ ڈر جن کو نہیں ہوگا وہ کب کچھ دھرم کرتے ہیں
اِسی سے دھرم باقی ہے کہ سب مرنے سے ڈرتے ہیں

یمراج۔ تو میں اُس پرانی کے پران لینے کو خود جاتا ہوں۔ گانا

کیا کسی کا تیج میرے سامنے آ جائے گا
کرودھ میرا آج سارے وشو کو کھا جائیگا
دیوتاؤں کو بھی جب میری گدا کا تراس ہے

پھر وہ پرانی کہیا ہے وہ کیا تیج اُسکے پاس ہے

ــــ گانا ــــ

جاتا ہوں - جاتا ہوں آگ لگاتا ہوں
سوکھے کو گیلے کو سب کو جلاتا ہوں
میں ہوں بڑا بلوان -
میں ہوں بڑا سیوان -
خس اور خاشاک کو شعلہ ہوں
میں ایک فنا کا گولہ ہوں
نیچے مکانوں پر اونچے کاشانوں پہ گرتا ہوں بے لحاظ
شہروں ویرانوں میں قصبوں میدانوں میں پھرتا ہوں بے لحاظ
جُم پھانس جہاں پر ڈالی -
کردیا گھرانہ خالی -
ڈنڈے سے چھوٹا بڑا ہانک لاتا ہوں -
جاتا ہوں - جاتا ہوں -

ــــ جانا ــــ

ایکٹ تیسرا سین نمبر(۲)

استھان۔ وہی بن

نظارہ۔ ساوتری ستیہ وان کا سر گودی میں لئے بیٹھی ہے۔
اور وہ بے ہوش ہے۔

گانا۔ (ساوتری کا)

میری نیا فنا کے بھنور میں پھنسی
کوئی آؤ کنارے لگا دو اسے
دیر سے سو رہا ہے نصیبا میرا
واسطے رب کے کوئی جگا دے اسے
مجھ سے روٹھا ہے پرانوں کا سوامی میرا
کرکے منت سماجت منا دو اسے
لگ نہ جائے بری دشمنوں کی نظر
کوئی آنکھوں میں میری چھپا دو اسے
توڑ کر پریت جائے نہ تنہا کہیں

پریت کی ریت کوئی سکھا دو اِسے

حوصلہ کچھ نہیں دل کی تھوڑی ہوں میں

بیٹھتا ہے میرا دل اُٹھا دو اِسے

کچھ ارادہ بُرا کر لیا روٹھ کر

اِس ارادے سے کوئی ہٹا دو اِسے

آرزو سورگ کے باس کی ہے اگر

سورگ آکاش سے جا کے لا دو اِسے

(زبانی) جاگو۔ جاگو۔ پربھو دیر سے سوئے ہو۔ تم کو کیا خبر پیاری کو پیا کے بچھڑنے کا کتنا آزار ہوتا ہے۔ آنکھوں کے آگے یہ پران گھاتک نظارہ دیکھ کر دل کتنا بے قرار ہوتا ہے۔ پتنگے کو دیپک پر جلنے سے وہ تکلیف نہیں ہوتی۔ جو پانی سے بچھڑ کر مچھلی کو ہوتی ہے۔ ؎

ذرا دیکھو تو پیارے میرے دل کی بے قراری کو

کس انیائے سے تڑپاتا ہے دل پیارے کی پیاری کو

نہ کھو دے ہوش اور دل کے یہ بیہوشی نہیں اچھی

کسی کو مار ڈالے گی یہ خاموشی نہیں اچھی

آواز

ایک زبردست تاریکی کے بعد اچانک ہی

ایک روشنی کا اظہار۔ یم راج کا نمودار ہونا

خونخوار آنکھیں۔ ہاتھ میں گدا۔ خون میں لت پت

بھجائیں۔ یم راج کی یوگ مایہ کا در پردہ گانا۔ ساوتری

کو دنیا کی محبت سے ہٹانے کی کوشش۔

گانا

یہ چار دنوں کا کھیل رچا ہے
اِس میں کیوں بھرمایا ہے
جس کو کنچن تُو نے سمجھا
وُہ مٹی کی سی کایہ ہے
جو کچھ تیرا تھا بھوگ لیا
کیوں اتنا موہ بڑھایا ہے
اُس نے تو ایکدن جانا ہے
جو جیُو یہاں پر آیا ہے
آیُو کا دامن تھوڑا ہے
کیوں پیروں کو پھیلایا ہے
ہے ابھی یہاں اور ابھی وہاں
سب چلتی پھرتی چھایا ہے
دھن دھام پتا اور پتر پتی
کس کو نہیں کال نے کھایا ہے
جس چیز کو دیتے دُکھ مانے
کیا اُس کو ساتھ تُو لایا ہے

{ساوتری کا موہ! ذرا دیر کے لئے چھوٹ جاتا ہے۔ لیکن پھر جلدی ہی دھرم کیطرف لوٹ آتا ہے۔}

ساوتری۔ من تو کیا کہتا ہے۔ یہ سنسار فانی ہے۔ اِس کی ہر ایک چیز فانی ہے۔ اِس سے دِل لگانا نادانی ہے۔ تو کیا میرا دل ستیہ وان کے سندر سروپ پر بھرمایا ہے۔ نہیں۔ یہ تو آتما کو آتما نے موہ جال میں اُلجھایا ہے۔ یہ سب ایک اٹل پریم کی مایہ ہے۔ ؎

کوئی کیا چھین لیگا اور کوئی کیا مار کھائے گا
میرا ہے پریم لافانی یگوں تک ساتھ جائے گا

یمراج۔ ؎ مگر یوں آج تو نے جس کو دامن سے چھپایا ہے
جسے اِس طرح تو نے آنکھ کا سرمہ بنایا ہے
نہ پکڑا جائے گا تم سے وُہ اک چنچل سی چھایا ہے
چراغِ راہگذر کو کس نے آندھی سے بچایا ہے
جو فانی چیز ہے تم اُس کو لافانی بتاتی ہو
فنا کے بلبلے کو کس ہوا سے تم بچاتی ہو

ساوتری۔ مہاراج۔ مہاں تیجمان۔ اتی بلوان۔ ساکھشات دہرم کے سمان تم کون ہو؟

یمراج۔ پرانی کو اُس کا انتم دہرم پالن کرانے والا۔ جیو کو اُس کے کرم کے انوسار سورگ اور نرک میں لے جانے والا۔ یمراج ہوں۔

ساوتری۔ تم تو کسی کو دکھائی نہیں دیتے۔

یمراج۔ ہاں۔

مگر تم کو نظر آیا تمہاری دِویہ درشٹی سے
تمہارا مرتبہ اور مان کچھ اونچا ہے سرشٹی سے

ساوتری۔ کیوں پدھارے!

یمراج۔ تمہارے پتی کے پران لینے کو۔ سے

یہ میں نے کرم کی کھیتی میں اس دُنیا کو جوتا ہے

فنا کے تار میں میرا اثر سب کو یہ دیتا ہے

ہٹو اب تم بھی چھوڑو ساتھ اسکا زندگی ہوئی

ہے گرتا آخری پردہ تماشہ ختم ہوتا ہے

ساوتری۔ پربھو۔ تم دیوتاؤں کے سرتاج۔ نمسکار کرنے یوگیہ ہو۔ یہ تو بتاؤ۔

میں پتی برتا پتی کو چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں۔ سے

میں اس کا ساتھ چھوڑوں تو وفا پر حرف آتا ہے

میں اس کو کس طرح چھوڑوں کہ میرا دہرم جاتا ہے

یمراج۔ تم نے اپنا دہرم بہت پالا۔ مجھے اب اپنا دہرم پالنے دو۔ اس کے

پنچ بھوتک شریر سے سوکھشم شریر نکالنے دو۔

سے نئی تجھ سے نہیں ہوتی یہ سب کے ساتھ ہوتی ہے

ترا ہی جسم جب تیرا نہیں تو مفت روتی ہے

ترا تو تم نہ لو ہے کو نہ لوہا جل میں تیرے گا

یہ اک سوکھا ہوا پتا کہاں ڈالی میں ٹھہریگا

ساوتری۔ پتی برتا کا دھرم ہے۔ کہ جیتے جی پتی کا ساتھ نہ چھوڑے۔ دھرم راج

تم شاکھشات دھرم ہو کر مجھے دہرم سے تپت کرتے ہو۔ دوسروں

کو دہرم سے دیکھہ کرتے اور آپ خود دہرم کا دم بھرتے ہو۔

پتی بن اور مارگ ہے مکتی کا تو وہ دکھلاؤ

جو اس کو ساتھ لینا ہے۔ مجھے بھی ساتھ لیجاؤ

میری آئی نہیں ہے تو اسے تم لے نہیں سکتے

یہی تو ہران ہے میرا مجھے دُکھو دے نہیں سکتے

یمراج۔ پر تیرے یہی پتی برت کا ستکار کر رہا ہوں۔ اور کچھ اپنے بھی ہت کا وچار کر رہا ہوں۔ میں اس کو ہاتھ لگاتا ہوں۔ تو وہ ہاتھ تیری مرضی کے خلاف تجھ سے چھو جاتا ہے۔ پتی برتا کے سپرش سے تو کال کو بھی کال آتا ہے۔ تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ مجھے اپنے دھرم سے نہ ہٹاؤ۔ جہاں تک ہو سکا تم نے اس کا ساتھ دیا۔ اپنا جیون سپھل کر لیا۔ سہ

ہمیشہ ایک جوڑے میں کوئی پرانی نہیں رہتا
رہے کیا بلبلہ پانی کا خود پانی نہیں رہتا
کوئی بھی سلسلہ دائم نہیں ہے دنیا داری کا
یہیں تک ساتھ ہے سنسار میں نر اور ناری کا

ساوتری۔ پرنتو میں وہ ناری نہیں جو خواب میں بھی پتی کے سوا کسی اور کا دھیان کرتی ہے۔ میں وہ ناری ہوں۔ جو پتا کے کنیا دان کے ساتھ ہی پتی کو اپنا جیون دان کرتی ہے۔ سہ

بتاؤ کس طرح جیون پتی سے پھر بچالوں میں ...
نہ کیوں ست پن سے اپنے آپ جیسوں کی دعاؤں میں

یمراج۔ پرنتو۔ یہ سمبندھ سب گرہست تک ختم ہو جاتا ہے۔ ایک نہ ایک دن ندی نالوں اور دریاؤں کا پانی سمندر میں آتا ہے۔

ساوتری۔ یہ تو ایک سنساری دہرم کے لئے میں پتی سے گرہست دہرم کر رہی تھی۔ واستو میں مجھے اس کے پنچ بھوتک شریر کا موہ نہیں۔ میں تو اسکے سوکھشم شریر کے ساتھ نٹ کی پتلی کی طرح پریم کے تاگے سے بندھی ہوئی ہوں۔

~ پتی برتا کسی آنند کی دُبدا نہیں کرتی
وُہ اپنی جان جانے کی کبھی چنتا نہیں کرتی
ہے اُس کا ایک برت وُہ ایک کی درکار رکھتی ہے
کسی بھی جنم میں وُہ اَور کی اِچھیا نہیں کرتی

یمراج۔ یہ ہونہار تو دیوتاؤں سے بھی نہیں ٹلتی۔ کال کے آگے کسی کی بھی دال نہیں گلتی۔ جیو کو لے جانا میرا سناتن دھرم ہے۔

ساوتری۔ میں کیا یہ دھرم پالن نہیں کر رہی؟

یمراج۔ کیوں نہیں۔

ساوتری۔ تو اِس میں اچانک ہی آ کر بادھا کیوں ڈالا۔ ~

کسی ابلا کے جیون پہ نہ ایسی آگ برساؤ
نہ دل والوں کا دل توڑو غریبوں کو نہ ترساؤ
تم اِس کی موت بنتے ہو میرے اوسان جاتے ہیں
تم آئے ایک کو لینے یہاں دو پران جاتے ہیں

گانا

دونو کا مشترکہ

جان باقی ہے جب تک میری جان ہے
جان لینے نہ دوں گی میں بھرتار کی
میری آشا کا سنسار ہے اک پتی
مجھ کو اِچھیا نہیں اَور سنسار کی

(یمراج)

جو لکھا ہے بدھاتا نے مٹتا نہیں
جسم پرانی کا نیا ہے منجدھار کی
سب کو قرضہ یہ اک دن چکانا پڑے
دال گلتی نہ مود کھ نہ ہشیار کی

(ساونتری)

میری ساری بہاریں اسی دم سے ہیں
دوں گی اڑنے نہ میں خاک گلزار کی
جان لے کر ہتھیلی پہ بیٹھی ہوں میں
کون لوٹے گا دنیا میرے پیار کی

(یمراج)

آج تک گرس لیا کتنے سنسار کو
بات بھائی نہیں مجھ کو تکرار کی
دھرم تیرا اگر دیکھ کر ہوں چکت
آج مانی ہے شکتی ستی نار کی

یمراج۔ ہے کلیانی۔ تمہارے امرت بھرے ہتکاری وچن سن کر۔ تمہارے پتی برت دھرم کی دڑھتا کو دیکھ کر پرسن ہوا۔ ایک ستیہ وان کو چھوڑ کر کوئی بھی بر مانگ لے۔

تم سے جی خوش ہو گیا کچھ بھی میرا احسان لو
جو بھی اچھا دل میں ہو بھ سے وہی بر وا لو لو

ساونتری۔ بڑی آپ پرسن ہیں۔ تو میرے ساس سسر چکشو ہین ہیں۔ انکو نین دو۔

وُہ راج بھرشٹ ہیں۔ اُن کو دُوکھ یا ہوا جین دو۔

یمراج۔ ایسا ہی ہوگا۔

اے پتی پر اُن جو مانگا ہے وہی مل جائے گا
نین بھی مل جائیں گے اور راج بھی لوٹ آئیگا

ساوتری۔ ادپکار پر بھو اُپکار۔

یمراج ہے ستیل دھرم کی شرنگار اب پتی سے علیحدہ ہو جاؤ۔

ساوتری۔ کیا اسی قیمت پر۔ چنتا منی کو چھوڑ کر پتھروں اور کنکروں پر مر جاؤں
ان خوبصورت باتوں میں آؤں۔ بھگوان دھرم راج۔ میں کسی قیمت پر بھی
پتی کے پران نہیں دے سکتی۔ دائمی آرام لے کر عارضی سُکھ کا سامان
نہیں لے سکتی۔

بڑا مضبوط ہے رشتہ پر بھو توڑا نہیں جاتا
جسے ہے روح نے پکڑا اُسے چھوڑا نہیں جاتا

یمراج۔ ہے پریہ وادنی تمہاری ہتکاری باتوں سے کرت کرت ہو گیا۔ اور بھی
کچھ دنیا چاہتا ہوں۔ ایک ستیہ وان کو چھوڑ کر کوئی بھی بر مانگ لو۔

ساوتری۔ میرے ماتا پتا کے کوئی پُتر نہیں۔ ان کو تیجسوی اور بلوان پُتر دل
کا بر دو۔

یمراج۔ ایسا ہی ہوگا۔

بڑے کلیان کاری ہونگے اور پتروں کو تاریں گے
میں گے پُترا ایسے جو پتا کا دلش تاریں گے

ساوتری۔ ادپکار پر بھو آپ کا ادپکار

یمراج۔ تیری کامنا پورن ہوگی میرا بھی کام ہونے دو۔

ساوتری۔ مطلب یہ کہ رونے والے کو رونے دو۔ ستیہ دہرم کے اوتار۔ ساس سسُر کو نیتر مل جانے پر۔ اُن کے راج سنگھاسن ملنے پر سینکڑوں بھائیوں کی بہن کہلانے پر کیا پتی کے بغیر میں سُکھی رہ سکتی ہوں۔ ؎

زمانے بھر کے سُکھ مل جائیں پر ترپتی کہاں ہوگی
وکتی کا رہا ساوہن تو پھر مُکتی کہاں ہوگی
پتا پُتر اور بھائی سب کا ناطہ تیاگ بیٹھی ہوں
پتی انوراگ میں سب تیاگ کر بے لاگ بیٹھی ہوں

یمراج۔ پتی برت کا اتنا وچار۔ پتی کا اتنا بڑا استکار۔ تیرے نیتی پُورن وچنوں کا بندھا ہوا کچھ اور بھی دینا چاہتا ہوں۔ ایک ستیہ وان کو چھوڑ کر کوئی بھی بر مانگ لو۔

ساوتری۔ پربھو ہی تو بردو کہ میرے پُتر اور پوتر ہوں۔

یمراج۔ ایسا ہی ہوگا۔ ؎

کیرتی کے ورکش پر ایسے بر یہ پھل آئیں گے
راج کو زیبے کریں گے ونش کو دیپا ئینگے

ساوتری۔ ادیکار۔ پربھو۔ آپ کا ادیکار

یمراج۔ اب سنسار کے سُکھوں سے ترپت کر دیا۔ پُتر پھل پتی سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔ استری کو یہ چیز اور سب وستوؤں سے زیادہ عزیز ہے۔

ساوتری۔ (خود سے) بس اب میدان مار لیا۔ (یمراج سے) بھگون۔ آپ نے ڈوبتے ہوئے کو تار لیا۔ (پتی کا سر گودی سے ہٹا کر علیحدہ ہو جانا)

یمراج۔ کال پھانس سے ستیہ وان کی رُوح نکالتے ہوئے)

یہ کایہ ایک چولا تھا جو ناقابل پرانا.. ہے
مہا تمی یاترا میں یہ اِسے اب چھوڑ جانا ہے

جاؤ۔ دیوی اَب پتی کے مرتک شریر کا انتیشٹی سنسکار کرو۔ چتا کی آگ سرد ہونے تک موہ سے رلانے والے پُرانی کا خیال چھوڑ کر دنیا کے کاروبار کرو۔

یہیں تک ختم ہے یہ سلسلہ جاتا نہیں آگے
سوائے دھرم کے کوئی بھی ساتھ آتا نہیں آگے

ساوتری۔ (یم راج کا راستہ روک کر) پر تو میرا دھرم تو یہ ہے۔ میرے ساتھ کون جائے گا۔ ٹھہرو۔ کرپا سندھو ٹھہرو۔ میرے سوال کا جواب دے کر جاؤ۔

یمراج۔ کیا سوال ہے؟

ساوتری۔ دیوی پُرشوں کا وچن متھیا ہونا تو بڑا محال ہے۔

یم راج۔ بہت دشوار ہے۔

ساوتری۔ تو آپ کا آخری بَردان کس نیم کے انوسار ہے؟

یمراج کون سا؟

ساوتری۔ مجھے پتی برتا کہا۔

یمراج۔ ہاں کہا۔

ساوتری۔ پتر پوتر (بیٹے پوتے) کا بردان دیا؟

یمراج۔ ہاں دیا۔

ساوتری۔ متھیا نہ ہوگا؟

یمراج - نہیں

ساوتری - پھر پتی کو تو تم لئے جا رہے ہو۔ دھرم شروپ بردان کی پورتی کو تو نرمول کئے جا رہے ہو۔ سہ

کبھی پانی کے اوپر بھی کوئی تحریر دیکھی ہے
جو بے بنیاد ہو ایسی کوئی تعمیر دیکھی ہے
کہاں سے پتر آئیں گے پتی ہی جب مرا ہوگا
یہ جبڑ جب کاٹ لی تم نے تو بوٹا کیا ہرا ہوگا

یمراج - (چکت ہوکر) یہ کیسا گیرکھ دھندہ۔ کال کے پھندے پر یہ دوسرا پھندہ

ساوتری - یا کہہ دو۔ وچن مِتھیا ہے۔ یا میرے سوامی کو چھوڑ جاؤ۔ اسی میں تمہاری عزت اور میرا بھلا ہے۔

مِتھیا وچن سے اور بڑھاؤ نہ بھرم کو
ہو ساکھشات دھرم تو شیا گو نہ دھرم کو

یمراج - ہار گیا - پتی پرائن۔ تیرے پتی برت دھرم سے ہار گیا۔ سہ
زمانے بھر کے جیون دھن کو اس نے لوٹ کھایا ہے
پتی برتا نے لیکن موت کو نیچا دکھایا ہے!

لے ساوتری۔ پتی کے پران لے۔ اور بھی بردان لے۔ اٹل سو بھاگیہ کے ساتھ چل راج کا بھی سامان لے

ستیہ وان کے سوکھشم شریر کو آزاد کر دینا سوکھشم شریر کا ستیون کی آواز پر پھر دوبارہ ستیہ وان کا سر اٹھانا۔ دیوتاؤں کا ساوتری پر پھول برسانا

(پردہ گرایا جاتا ہے)

ایکٹ تیسرا سین نمبر (۳)

استھان ۔ آشرم

نظارہ ۔ (دیومت سین اور اُس کی رانی سوبھاگا
ستیہ وان اور ساوتری کے انتظار میں)

دیومت سین رات دریا کے سکون کی طرح خاموش ہو گئی ۔ سرشٹی کی سرگرمی گہری نیند میں مدہوش ہو گئی ۔ تاریکی نے آکاش پر اپنا تسلط بٹھا لیا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کیلاش پربت نے سوریہ کو اپنی گود میں سُلا لیا ۔ پھر ستیہ وان ابھی تک کیوں نہیں آیا ۔

سوبھاگا ۔ آج ساوتری نے بھی اپنے نت نیم کو بُھلایا ۔ نہ گھٹ میں جل ہے نہ چولہے میں آگ ہے ۔

دیومت سین ۔ او بھٹ گرو کا تیاگ ہے ۔

سوبھاگا اِسی لئے وِھیان بٹ رہا ہے ۔

دیومت سین ۔ میرا بھی دل گھٹ رہا ہے ۔

سوبھاگا ۔ کوئی اَن ہونی نہ ہو جائے !

دومت سین۔ اندھا کہاں جائے کہاں سے ڈھونڈ کر لائے؟

سوبھاگا۔ یہ پرکاش سا کیسا جھلملا رہا ہے؟

دومت سین۔ آج تو مجھے اندھیرے میں بھی سب کچھ نظر آ رہا ہے۔

سوبھاگا۔ نیتر کنول سے کھل گئے۔

دومت سین۔ پریہ مجھے بھی نین مل گئے ہے۔

ہیں آنکھیں ہم نے دوبارہ کسی شکتی سے پائی ہیں
کوئی ہے گیت جو نکا جنسے یہ کلیاں کھلائی ہیں

سوبھاگا۔ کہاں ہے پتر اور پتر ڈوو ڈھو

وہ آئیں تو ذرا دیکھیں وہ مکھڑے کیسے پیارے ہیں
ہمارے آسمان کے کسقدر روشن ستارے ہیں

(ستیہ وان اور ساوتری آنا)

ستیہ وان۔ ہیں۔ یہ کیسا چمتکار!

سوبھاگا۔ آؤ میرے کمار۔ یہ سب تمہاری اِس پتی پرائن بھارجا کے دھرم بل کا چمتکار ہے۔ کہ آج ہماری مرادوں کا باغ اسقدر پر بہار ہے۔

ہمارے واسطے تو دھرم نے اوتار دھارا ہے
ہمارے گھر میں کیا آئی ہمارے گھر کو تارا ہے

دومت سین۔ یہ اِسی کے مبارک قدموں کا ظہور ہے۔

{ دومت سین کے پرانے پردھان منتری
اور اہلکاروں کا آنا }

سوبھاگا۔ اُس سرد شکتیمان کی سمرتھ سے کیا دور ہے؟

سب۔ بولو۔ مہاراج دومت سین کی جے۔

دومت سین۔ کون ؟ میرے پیارے منتری اور پردھان !

پردھان۔ آپ کی سنتان۔ اپنے کرتویہ میں ساودھان تتپر یان۔ وہ بڑا ہی اُودار ہے۔ دیا کا بھنڈار ہے۔ ایک نہ ایک دن مظلوم کی فریاد کو سنتا ہے۔ ایک نہ ایک دن ظالم اپنے سر کو دھنتا ہے۔

جو شکتی اُس کی ہے ارضی نہیں ہے وہ سماوی ہے
ہے ظالم لاکھ جابر پر وہ ظالم پر بھی حاوی ہے

منتری۔ مہاراج۔ آخر پاپی اپنے ہی پاپ کرم سے مر گیا۔ وہ اتیا چاری دُربدھی شنکھ ظلم سے پراپت کی ہوئی ساری سمپدا کو یہیں دھر گیا۔ اُسکی سخت گیریوں نے پرجا کو دُکھ سے ہاکھ بنا دیا۔ بغاوت کرکے اُسکو واریوں سمیت مٹا دیا۔ آپ کا سنگھاسن پھر آپ کے چرنوں کو چُومنے کے لئے بے قرار ہے۔ آپ کا تاج آپ کے سیس کی سوبھا بننے کو تیار ہے۔

{ایک ملازم کے ہاتھ تاج لے کر دومت سین کو پہنایا۔}

ستیہ وان۔ اُس کے ہاں دیر ہے۔ اندھیر نہیں ہے

جو سینچو خون ناحق سے شجر پھل لا نہیں سکتا
کبھی حقدار کا حق کوئی بے حق کھا نہیں سکتا

دومت سین۔ پردھان جی۔ اب یہ بوڑھا دماغ اِس شاہی تاج سے زینت نہیں پائے گا۔ وہ پیڑ جس کی جڑیں بوڑھی اوستھا کی فرسودگیوں سے سوکھ گئی ہیں۔ دوسروں کے آرام کو سایہ کہاں سے لائے گا۔ تُم نے یہ تاج مجھے پہنایا۔ میں یہ تاج ستیہ وان کو پہناتا ہوں۔

غنیمت ہے یہی آدمر کہ برخوردار بیٹا ہے
میری ہر چیز کا وارث میرا حقدار بیٹا ہے

(ستیہ وان کو تاج پہنانا)

ستیہ وان۔ جو کچھ ہوا ہے وہ سب کچھ میں اِس پتی برتا ناری کی بدولت سمجھتا ہوں۔

؎ میری خاطر میرے گھر میں یہ رحمت بن کے آئی ہے
لگا کر ساتھ چرنوں کے ہر ایک توفیق لائی ہے
ہمارے بھاگیہ کی بگڑی ہوئی دنیا بنائی ہے
عمارت گر گئی تھی جو نئے سر سے اٹھائی ہے
ہے جس گھر میں پتی برتا وہ گھر راحت کی دنیا ہے
وہ گھر شوکت کا چشمہ ہے وہ گھر دولت کا دریا ہے

(سین ٹرانسفر ہوتا ہے)

٭٭٭

ایکٹ تیسرا   سین نمبر (۴)

استھان سعام دربار

راج سنگھاسن پر ستیہ وان اور ساوتری کا براجمان ہونا
رقاصہ عورتوں کا ناچ اور

گانا

کیا دھرم کل کے راج کی شوبھا اُپار ہے
اِن دو گاؤں پہ ساری نچھاور بہار ہے
بھگوان کا سُروپ یُوا تاجدار ہے
کیسا سُکمار بند تیجسوی اُدار ہے
راجہ ہے جیسن رُوح کا دل کا قرار ہے
رانی بھی راج تاج کا سُندر سنگار ہے
کیسا دھرم کے کُل کا۔

آواز

آکاش بانی ۔ تپیا گا سب سنسار کو رکھی ایک کی ٹیک
ایک اکیلی پتی برتا تارے ونش انیک

۔ دوسری آواز ۔

راجہ دومت سین کے سورگباشی پتروں کا
بمانوں میں سوار ہوکر آکاش مارگ میں
اس راحت افزا نظارے کو دیکھنا اور آشیرواد
دینا ۔ یمراج دہرم راج کے بھیس میں روحوں
سے مخاطب ہوکر ۔

یمراج ۔ ستی سے جو کی شکست پائیں اس کا بنھاؤں گا
جہاں ایسی ستی ہوگی وہاں ہرگز نہ آؤں گا
عجیب و غریب ٹیبلو

ڈراپ

تمام شد